نعتیہ شعری مجموعہ

حصارِ رحمت

تخلیق کار

حاصل سنبھلی

نعتیہ شعری مجموعہ

حصارِ رحمت

تخلیق کار

حاصل سنبھلی

جملہ حقوق بحق تخلیق کار محفوظ ہیں

نام:۔ حصارِ رحمت

تخلیق کار:۔ حاصل سنبھلی

ترتیب وانتخاب:۔ درد دہلوی

تصحیح کار:۔ نشتر امروہوی

سرورق:۔ درد دہلوی

سال اشاعت:۔ 2010

تعداد:۔ 400

صفحات:۔ 128

قیمت:۔ 50

کمپوزنگ:۔ حرف کمپوزنگ سینٹر، جعفر آباد، دہلی۔ 9891195087

ملنے کا پتا:

حاصل سنبھلی

X63، ویلکم، سیلم پور، دہلی 110053

9210326773



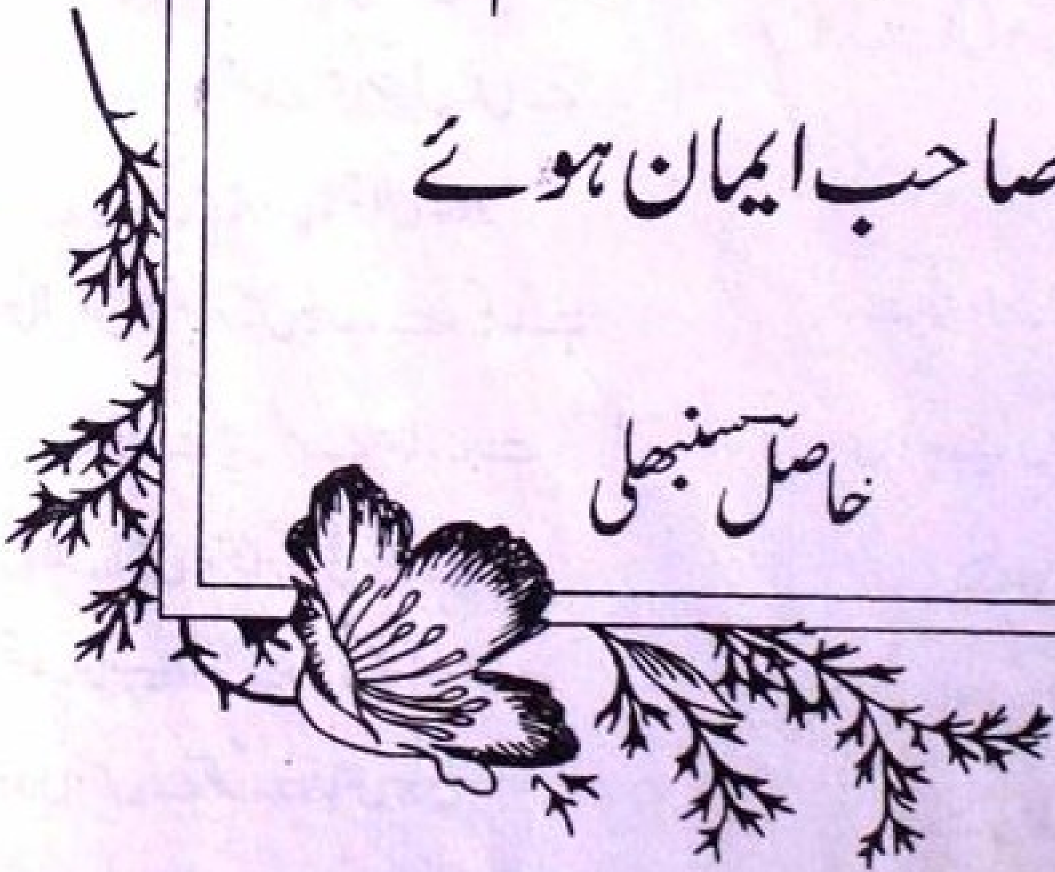
انتساب

اس عظیم شخصیت سے

جس کے طفیل ہم

صاحب ایمان ہوئے

حاصل سنبھلی



فہرست

کچھ اپنے بارے میں

میں گزشتہ اپنے تینوں مجموعے (پہلا) نگارِ رحمت (نعتیہ کلام) (دوسرا) منزل بہ منزل (غزلیہ کلام) اور (تیسرا) بہارِ رحمت (نعتیہ کلام) میں اس اہم فریضہ کو ادا کر چکا ہوں، پھر بھی نئے قارئین کو ملحوظ رکھتے ہوئے چوتھی بار اس مشکل عمل سے دو چار ہو رہا ہوں۔

سنبھل، ضلع مراد آباد، اتر پردیش کا قدیمی قصبہ ہے جو میری جائے ولادت ہے۔ چنانچہ ۱۷، جولائی ۱۹۳۶ء محلّہ کوٹ غربی، سنبھل میں پیدائش ہوئی۔ یہ وہ دور تھا جب سرفروشانِ وطن آزادی کی جنگ کے آخری مرحلے میں داخل ہو چکے تھے۔

جس وقت میرے کانوں میں یہ آواز گونجی کہ آج ہم آزاد ہو گئے ہیں تو دل کو بہت خوشی محسوس ہوئی۔ آزادی سے قبل ہندوستان کے تمام ممتاز شعرا و ادبا کا کلام اور تحریریں اخبارات و رسائل میں آزادی سے متعلق نظر سے گزرتی تھیں، جنھیں مجھے پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ ان وقت جن شعرا کے کلام سے متاثر ہوا ان میں سحابِ سخن علامہ ابرؔ احسنی گنوری، جوشؔ ملیح آبادی، مستؔ احسنی گنوری، معین احسنؔ جذبی اُسرار الحق مجازؔ، وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ان حضرات کے کلام سے متاثر ہو کر بحیثیت سامع مشاعروں میں جانے کا شوق پیدا ہوا اور اس کا یہ اثر ہوا کہ بہت جلد خود بھی شعر کہنے لگا۔ یہ سلسلہ ایک عرصے تک چلتا رہا، چنانچہ تسکینِ دل کی خاطر ۱۹۵۸ء میں سنبھل کے ایک ممتاز استاد شاعر جناب عبدالغفور خاں غفورؔ سنبھلی (ایڈووکیٹ) کے

حلقۂ تلامذہ میں شامل ہوگیا۔ ۱۹۶۴ء میں تلاشِ معاش کے سلسلے میں دہلی آ گیا۔ یہاں ایک مشاعرے میں انجم رحمانی (مرحوم) سے ملاقات ہوئی، جنھیں آج مرحوم لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ وہ ایک عظیم انسان، اچھے شاعر، اچھے ادیب اور اچھے مقرر تھے۔ انجم رحمانی کی ہدایت و مشورے پر میں استاذی غفور سنبھلی کی اجازت سے جناب کلیم شاہ آبادی (مرحوم) کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہوگیا۔

بہر حال اپنے شعور کی منزلوں کا سفر میں نے جن فضاؤں میں طے کیا ہے اس کے بارے میں اپنے اولین مجموعۂ کلام (نگارِ رحمت) میں تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔ اس لیے یہاں اپنا شجرۂ نسب پیش کرنا بہتر نہیں سمجھتا۔ میرا یقین ہے کہ آج کی شاعری انسانی زندگی کی مکمل تصویر ہی نہیں، تفسیر بھی ہے۔ اردو کے پہلے شاعر سے لے کر اب تک ہمارے غم اور ہماری خوشی ایک سی ہے مگر ہمارا زمانہ مختلف ہے۔ آج بے یقینی اور عدم اعتماد کی فضا میں، میں اور میرے ہم عصر لوگ سانس لے رہے ہیں۔ زندگی کی تمام اَقدار دم توڑ رہی ہیں۔ آج امن و یکجہتی کا تصور پاش پاش ہوگیا ہے۔ ہر شاعر کے کلام میں کہیں نہ کہیں یہ تلخی محسوس کی جاسکتی ہے، شاید اب ہمیں انھیں حالات سے نبرد آزما رہنا پڑے۔

۱۹۵۸ء سے لے کر اب تک ہندو پاک کے بیشتر اخبارات اور رسائل میں میرا کلام شائع ہو چکا ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے میرا کلام نشر ہوتا رہتا ہے۔ ۲۹، اگست، ۱۹۹۸ء کو غالب کلچرل اکادمی (بنگلور) کی جانب سے غالب ایوارڈ بدست محترم شفیق الرحمٰن برق (ممبر پارلیمنٹ) اور ۱۰، جنوری، ۱۹۹۰ کو اردو اکادمی دہلی

کی جانب سے میرے مجموعۂ کلام ''نگارِ رحمت'' پر دو ہزار روپے کا انعام اور سند بدست مدن لال کھورانہ (سابق وزیر اعلیٰ حکومت دہلی) مل چکا ہے۔ زندگی کی ۶۷ بہاریں دیکھ چکا ہوں۔ اب تک جن شعرا سے متاثر ہوا ہوں ان میں تیرؔ سخن علامہ رمزؔ آفاقی مرحوم، پروفیسر عنوانؔ چشتی (مرحوم) اعجازؔ وارثی (مرحوم) کے نام قابل ذکر ہیں، جن ہم عصر شعرا سے میرے مراسم بہت خوش گوار رہے ان میں جناب کنور مہیندر سنگھ بیدی سحرؔ، مشیرؔ جھنجھانوی (مرحوم) کیفؔ بھوپالی (مرحوم) معجزؔ سنبھلی (مرحوم) ضیاؔ خورجوی (مرحوم) مخمورؔ سعیدی (مرحوم) گلزارؔ دہلوی، سلطانؔ نظامی (مرحوم) رازؔ میرٹھی (مرحوم) مولانا سلیم انصاری گنوری، حاجی محمد شریف انصاری وغیرہ ہیں۔

میرے عزیز دوست جناب دردؔ دہلوی (جنرل سکریٹری بزمِ پاسبانِ اردو) کا میں بے حد ممنون ہوں کہ جن کی محنت کے نتیجے میں میرا چوتھا نعتیہ مجموعۂ کلام ''حصارِ رحمت'' کے نام سے آپ لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ معین اختر انصاری صاحب (جنرل سکریٹری آل انڈیا مرکزی مومن کانفرنس) جنھوں نے ابتدائی ملاقات سے لے کر اب تک میرا ہر اعتبار سے تعاون فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں نشترؔ امروہوی کا بھی بے حد شکر گزار ہوں جنھوں اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں ایک خاص کردار ادا کیا۔

حاصلؔ سنبھلی

زود گو شاعر

ہندوستان کے دیگر شہروں کی طرح دہلی بھی وہ عظیم شہر ہے جہاں مختلف مقامات کے لوگ آکر آباد ہوئے اور دہلی سے ان کا ایک اٹوٹ رشتہ قائم ہوگیا۔ضلع مراد آباد کا قصبہ سنبھل بھی وہ مقام ہے جہاں کی ایک کثیر آبادی دہلی میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہے،جن میں ادبا،شعرا،تجاراور مزدور لوگ شامل ہیں ۔ محترم حاصل سنبھلی بھی اسی آبادی کا ایک فرد ہیں جو تلاشِ رزق میں تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہوکر رہ گئے۔کاروباری تقاضے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ادبی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بہت جلد آپ کا شمار ادبی حلقوں کی معزز شخصیات میں ہونے لگا۔مزاج کی خاکساری اور شیریں زبانی نے آپ کو لوگوں سے قریب کرنے میں مقناطیس کا کام کیا۔آپ کی فنی صلاحیتوں میں سب سے اہم اور قابل ذکر آپ کی زود گوئی ہے۔ماہانہ پندرہ،بیس غزل،نعت،یا منقبت کہنا آپ کا معمول رہا اور کبھی کبھی سال میں مختلف اصناف پر ۳۶۶ کلام موزوں کر کے اپنی زود گوئی کا ادبی حلقے میں لوہا منوالیا۔ابتدا ہی سے آپ پر مذہبیت کا غلبہ رہا جس کے زیرِ اثر حمد ،نعت،منقبت کی کثیر تعداد کا اضافہ آپ کے ادبی خزانے میں ہوگیا۔زہے نصیب آپ کا پہلا دیوان بھی نعتیہ کلام پر مشتمل ہے جو''نگارِ رحمت'' کے نام سے شائع ہوا ،جسے ادبی حلقے میں خاطر خواہ پذیرائی حاصل ہوئی نیز اس نعتیہ شعری مجموعہ کو 1990ء میں اردو اکادمی دہلی سرکار کی جانب سے انعام اور توصیفی سند سے بھی نوازا

گیا۔اس کے بعد ''منزل ب منزل'' کے نام سے غزلیہ شعری مجموعہ قارئین کے ادبی ذوق کی تسکین کا وسیلہ بنا، کچھ عرصہ بعد ہی تیسرا نعتیہ مجموعہ ''بہارِ رحمت'' کے نام سے طباعت کے مراحل سے گزرا،اوراب چوتھا نعتیہ شعری مجموعہ ''حصارِ رحمت'' کے نام سے آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

مجھے امید ہے کہ دیگر مجموعوں کی طرح یہ نعتیہ شعری مجموعہ بھی قارئین کے دلوں میں موجود عشق رسول کوتازگی بخشے گااور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے گا۔

معین اختر انصاری

981112303

شعور حاصل: حصارِ رحمت

محترم حاصل سنبھلی سے میری ملاقات اس زمانے سے ہے جب میں مکتبِ سخن کے پہلے درجہ میں زیرِ تعلیم تھا، جب سے اب تک میں نے موصوف کی شخصیت میں کسی قسم کا تغیر محسوس نہیں کیا۔ وہی خلوص، وہی خاکساری، وہی انکساری۔ اپنے بڑوں سے عاجزی اور انکسار سے پیش آنا کوئی کمال نہیں ہے۔ آدمی کی عاجزی اور انکسار کی انتہا یہ کہ وہ اپنے چھوٹوں سے بھی اسی طرح پیش آئے۔ محترم حاصل سنبھلی کی شخصیت میں یہ خوبی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ وہ چھوٹے بڑے کا امتیاز کئے بغیر سب سے محبت اور خلوص سے پیش آتے ہیں، اس عمل نے آپ کو محترم اور قابل تقلید شخصیات کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ آپ کی تمام شاعری میں ان خصوصیات کا کافی گہرا اثر دکھائی دیتا ہے۔ آپ کے اشعار بھی آپ ہی کی طرح محبت، خلوص، بھائی چارگی اور باہمی اتحاد کی اعلیٰ نظیر ہیں۔ لفظوں کی سلاست، جملوں کی بندش اور مفاہیم کی پاکیزگی آپ کے جملہ کلام کی نمایاں صفات ہیں نیز آپ کی زود گوئی کا اندازہ آپ کے چار مجموعۂ کلام کی موجودگی سے لگایا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ بھی اتنا شعری ذخیرہ اب بھی موجود ہے کہ کئی دیوان شائع ہو سکتے ہیں۔ موصوف میں ایک ایسی صفت اور ہے جو شاید ہی ادبی حلقہ میں کسی اور کے اندر پائی جاتی ہو، وہ یہ کہ جب بھی آپ کو غزل کا طرحی مصرع ملا، اس مصرع پر آپ نے نعت بھی کہی۔ جس کی بدولت آپ کے پاس نعتیہ کلام کا خاطر خواہ ذخیرہ اکٹھا ہو گیا اسی صفت کی برکت سے تین نعتیہ شعری مجموعے

منظر عام پر آکر عوام وخواص کی نظروں کا مرکز بن گئے۔ یوں تو نعت کا ایک ایک شعر اپنے اندر خیر و برکت اور عشقِ رسول لیے ہوئے ہوتا ہے لیکن کچھ اشعار ایسے ہوتے ہیں جن سے شاعر کی فنی صلاحیتیں بھی آشکار ہوتی ہیں۔ جو قاری یا سامع کو بے ساختہ داد دینے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ آیئے حاصلؔ صاحب کے ایسے ہی کچھ اشعار کی خوشبو سے اپنے ذہن و دل کو معطر کیا جائے۔

مدینے کے نظارے کھچ کے آئے ہیں تصور میں
چراغ جستجو کی روشنی دیکھو کہاں تک ہے

اسی لیے تو سرِ رہگزر کھڑا ہوں میں
مجھے بھی ہند سے طیبہ کوئی روانہ کرے

کام آئے گی شفاعت یا عمل کے سلسلے
کوئی محشر میں نہ ہوگا جانا پہچانا ہوا

جب سے ان کی رفاقت میسر ہوئی
دستِ وحشت جدا ہے گریبان سے

نبی کے عشق سے پیدا جو رابطہ نہ کرے
دل ونظر سے وہ اظہارِ مدعا نہ کرے

حاصلؔ جو محوِ خواب تھے دامانِ کفر میں
وہ ان کے التفات سے بیدار ہو گئے

حشر میں آغوشِ رحمت اس پہ وا ہو جائے گی
دامنِ محبوبِ حق سے ہو گا جو لپٹا ہوا

کہہ دیا مجھ سے تصور میں کسی نے.........جاؤں
راحتِ دل کے لیے صرف مدینہ جاؤں

جن کو اللہ نے اپنا فرما دیا
وہ یہاں محترم وہ وہاں محترم

وہ محوِ عشق سراپا دکھائی دیتا ہے
جسے بھی آپ کا جلوہ دکھائی دیتا ہے

اے غم گسارو لکھ دو شہہ انبیا کا نام
میرے کفن پہ بابِ حرم کی تراب سے

ان کے علاوہ بھی حصارِ رحمت میں ایسے اشعار قاری کے سامنے سے گزریں گے جو نعت کے تقدس اور شعری محاسن کا مظہر ہیں۔ امید ہے کہ یہ نعتیہ مجموعۂ کلام آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کرنے کا وسیلہ تو بنے گا ہی دنیا میں بھی عوام وخواص کی پذیرائی حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ

خیر کا طلب

درد دہلوی

9891195087

مردِ مجاہد

موجودہ دور میں دین سے بے رغبتی اور بے اعتنائی کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں ہے۔ خدا کے احکام اور رسولؐ کی سنتوں سے اِعراض مسلم معاشرے میں ایک عام بات بن گئی ہے۔ ایسے دین شکن ماحول میں راہِ راست پر چلنا انگاروں پر چلنے کے مترادف ہے نیز اپنے جذبات اور خواہشوں کو اللہ کی رضا کے لیے قربان کرنے والا اس مجاہد سے کم نہیں جو میدانِ جہاد میں دشمنوں کے سامنے سینہ سپر رہتا ہے۔

محترم حاصلؔ سنبھلی کے تیسرے نعتیہ مجموعہ کلام ''حصار رحمت'' کے شائع ہونے خبر بھی موصوف کے مجاہد ہونے پر دلالت کر رہی ہے، کیونکہ:

برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو برتن میں ہوتا ہے

ادبی دنیا میں بہت سے شاعر ایسے بھی ہیں جو ابھی تک ایک نعت کہنے کی سعادت سے بھی محروم ہیں ایسے میں تین تین نعتیہ مجموعۂ کلام کی تخلیق یقیناً دیندار ہونے کا ثبوت فراہم کر رہی ہے۔ میں اس موقع پر محترم حاصلؔ سنبھلی کو بہت بہت مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ کا شعری مجموعہ قارئین کے دلوں میں عشق رسول کی زیادتی کا سبب بنے گا اور آنے والی نسلوں کے لیے معین اور مددگار ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ

شہادت علی نظامیؔ

9213737885

حمد باری تعالیٰ

ہر شے یہ کہہ رہی ہے تو رب قدیر ہے
تیری نظیر کیا ملے تو بے نظیر ہے

یارب جو تیرا نام ہے وہ دلپذیر ہے
لیکن ترے کرم کا یہ طالب فقیر ہے

شاہ و گدا ہے ایک تری بارگاہ میں
تو وہ امیر ہے جو امیر الامیر ہے

پیغامبر ہو یا کہ ولی اور رسول ہو
جو بھی ہے تیری ذات کے آگے صغیر ہے

قائم ہے تجھ سے رحمتِ پیہم کا سلسلہ
تو ہی ہمارے واسطے ابر مطیر ہے

سجدہ کناں ہیں اس لیے ہم تیرے روبرو
تقدیریں جس نے لکھی ہیں تو وہ مدیر ہے

بخشی ہے جس نے ذہنِ بشریت کو آگہی
یارب تو اُس کتاب کا خود ہی مدیر ہے

اس کو مٹا سکیں گی نہ دنیا کی گردشیں
جو تیرا ہوگیا ہے، تو جس کا نصیر ہے

پھولوں میں ہے مہک تری،تاروں میں تیرا نور
ہر آئینہ میں آپ تو اپنی نظیر ہے

شافعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام
ساقیٔ حوضِ کوثر پہ لاکھوں سلام

حق کے محبوب و دلبر پہ لاکھوں سلام
عرشِ اعظم کے اختر پہ لاکھوں سلام

جو بنائے دو عالم بنائی گئی
ہاں اسی ذاتِ اکبر پہ لاکھوں سلام

جس سحر میں محمدؐ کی آمد ہوئی
اُس سحر کے مقدر پہ لاکھوں سلام

کہہ رہی ہے چمن میں گلوں کی مہک
آمنہ کے گلِ تر پہ لاکھوں سلام

جھوم اٹھا مسرت سے صحنِ حرم
سن کے محبوبِ داور پہ لاکھوں سلام

جس کی نسبت جبینیں منور ہوئیں
اُس درِ بندہ پرور پہ لاکھوں سلام

یا شہہ انبیا، یا حبیبِ خدا
آپ کے حسنِ اطہر پہ لاکھوں سلام

جن کی مدحت پہ لب پتھروں کے کھلے
ان کے روئے منور پہ لاکھوں سلام

عالمِ نور سے آرہی ہے صدا
نور کے نوری پیکر پہ لاکھوں سلام

جس میں پیوند تھے، کوئی دھبہ نہ تھا
اس حسیں پاک چادر پہ لاکھوں سلام

منتظر جس کے جلوؤں کی ہے ہر نظر
اس گلستاں کے منظر پہ لاکھوں سلام

جن کی خوشبو سے مہکے ہیں کون و مکاں
ان کی ذاتِ معطر پہ لاکھوں سلام

بھیج حاصلؔ ادب سے بقیدِ ادب
دونوں عالم کے سرور پہ لاکھوں سلام

چمن کی باتیں، نہ حور و قصور کی باتیں
مریضِ عشق سے کیجئے حضور کی باتیں

حرم ہو، دیر ہو، کعبہ ہو، یا کلیسا ہو
کہاں پہ ہوتی نہیں ان کے نور کی باتیں

ہوئیں وہ ختم محمدؐ کے نام پر آکر
چلیں جو بزم میں کیف و سرور کی باتیں

رہے کلیم فقط کوہِ طور تک لیکن
ہوئیں ہیں عرش پہ حق سے حضور کی باتیں

درِ حضور پہ جانے کی ہے اسے حسرت
سمجھ رہا ہوں دلِ ناصبور کی باتیں

زمانہ ہوگیا نظروں میں خواب کا عالم
سمجھ میں آئیں ہیں جب سے حضور کی باتیں

ادب سے بیٹھ، ادب کا مقام ہے حاصلؔ
سنائی جائیں گی میرے حضور کی باتیں

جس کو بھی آرزوئے جمالِ رسول ہے
اس کی نظر میں حسنِ جہاں خاک دھول ہے

تابِ نظارہ لازمی نظروں کو چاہیے
یہ بارگاہِ حسن کا پہلا اُصول ہے

اس کی نظر میں خلد کا گلزار کچھ نہیں
جس کی نظر میں عظمتِ بابِ رسول ہے

ذکر شہہِ انام کی سب ہیں یہ برکتیں
گھر میں جو آج میرے خوشی کا نزول ہے

عظمت کو جس رسول کی بت خانے جھک گئے
سارے پیمبروں میں وہ اپنا رسول ہے

ذکرِ حضور کرنا ہے، ذکرِ حضور کر
دنیا کی بات کرنا تو حاصلؔ فضول ہے

زندگی کا خاص مقصد تو اسی منزل میں ہے
آستانِ مصطفیٰ دیکھوں، یہ حسرت دل میں ہے

اس کی ہے ذرہ نوازی، اس کی ہے چشمِ کرم
حسنِ احمد کا جو صدقہ کاسۂ سائل میں ہے

کس کو یہ رتبہ ملا ہے، کس کی یہ عظمت ہوئی
آج بھی ذکرِ شہہ کونین ہر محفل میں ہے

ان کے صدقہ میں ابھر آئے، بس اتنا یاد ہے
ڈوبنے کا راز پنہاں دامنِ ساحل میں ہے

جس کے دم سے گلشنِ ہستی میں آئی ہے بہار
نورِ خلّاق دو عالم اس مہہ کامل میں ہے

نامِ احمد ہو زباں پر، نکلے جب جانِ حزیں
آرزو اتنی سی یارب بس دلِ حاصلؔ میں ہے

عشقِ نبی میں گم جو دلِ ناتواں نہ ہو
کوئی شریکِ حال، کوئی ہم زباں نہ ہو

اس کا وجود دامنِ ہستی پہ داغ ہے
جس کی نظر میں عظمتِ شاہِ زماں نہ ہو

اس کارواں سے مجھ کو ملا دے مرے نصیب
جس کارواں سے آگے کوئی کارواں نہ ہو

رہ جائے گھٹ کے غم کے اندھیروں میں زندگی
دل میں جو ان کے حسن کا جلوہ نہاں نہ ہو

راحت دلِ حزیں کسی صورت نہ پا سکے
ذکرِ رسولِ پاک جو وردِ زباں نہ ہو

پیتے ہیں چھپ کے اس لیے عشقِ نبی کی مے
حاصلؔ ہمارے حال سے واقف جہاں نہ ہو

جمال ان کا تصور میں جب سے دیکھا ہے
وفورِ شوق میں دل کروٹیں بدلتا ہے

یہ کس کا ذکر ہے گلشن میں، کس کا چرچا ہے
کہ جس کو سن کے ہراک پھول نکھرا نکھرا ہے

گزر گئے جو غمِ عشق تیری منزل سے
ہوا میں آج بھی ان کا چراغ جلتا ہے

بہاریں اس کے قدم چومتی ہیں راہوں میں
حرم کی راہ سے جو شخص بھی گزرتا ہے

درِ حضور پہ پہنچا نہیں ہے جو اب تک
وہ اپنی شومیٔ قسمت پہ ہاتھ ملتا ہے

ہے ان کے نام پہ قربان جان و دل حاصلؔ
کہ جن کے ذکر سے بیمارِ غم سنبھلتا ہے

بیتاب ہو رہے ہیں غمِ بے حساب سے
بادِ صبا یہ کہنا رسالت مآب سے

تعظیم کو فرشتے بڑھے اضطراب سے
ان کا قدم جو اترا فلک پر رکاب سے

اے غم گسارو لکھو شہہ انبیا کا نام
میرے کفن پہ بابِ حرم کی تراب سے

دنیا کو میں بتاؤں، یہ مقدور ہے کہاں
حق نے نوازا آپ کو کس کس خطاب سے

ہم کو سکوں نصیب نہ ہوگا کسی طرح
جب تک رہیں گے دور تمہاری جناب سے

جس کے لیے ہوئی سب آرائش چمن
عالم مہک رہا ہے ابھی اس گلاب سے

حاصلؔ اسے جہاں کے کسی میکدے سے کیا
نسبت ہے جس کو عشقِ نبی کی شراب سے

رہِ طلب میں جو تنہا دکھائی دیتا ہے
درِ حضور کا شیدا دکھائی دیتا ہے

وہ محوِ عشق سراپا دکھائی دیتا ہے
جسے بھی آپ کا جلوہ دکھائی دیتا ہے

نہیں جو عظمتِ خیرالانام سے واقف
وہ صرف طالب دنیا دکھائی دیتا ہے

نصیب کیجئے یارب نبی کا جلوہ اب
چراغِ زندگی بجھتا دکھائی دیتا ہے

اسے مقام تمنا یقین سے کہیئے
جہاں سے گنبدِ خضرا دکھائی دیتا ہے

یہ عشقِ شاہِ دو عالم کا فیض ہے حاصلؔ
رہِ فنا میں اجالا دکھائی دیتا ہے

قسمت سے ہو گزر جو مدینے کی راہ سے
چوموں گا آستانِ محمدؐ نگاہ سے

وہ لوگ فیض یاب ہیں بس لاالہ سے
دل سے ہے عشق جن کو رسالت پناہ سے

جن کو نصیب ہوگئی صحنِ حرم کی خاک
آزاد ہوگئے ہیں وہ دنیا کی چاہ سے

لائے نہ مجھ کو زندگی لوٹا کے پھر یہاں
محبوب کردگار تیری جلوہ گاہ سے

ہر شے میں ان کے حسن کی رعنائیاں ملیں
اٹھے جو شوق دید میں پردے نگاہ سے

پوچھو نہ مجھ سے عظمتِ دربارِ مصطفٰے
حاصلؔ بھی فیضیاب ہے اس بارگاہ سے

دوستی جس نے محمدؐ سے نباہی ہوگی
اس کی عظمت سرِ حشر تماشا ہی ہوگی

عشق میں جس کے تڑپ صورت ماہی ہوگی
خلد میں اس کے لیے مسند شاہی ہوگی

ہوں گے جس دل میں نہاں نورِ مبیں کے جلوے
دور اس دل سے ہر اک غم کی سیاہی ہوگی

کامیاب اپنے مقاصد میں مسلماں ہوگا
جب میسر اسے تائیدِ الٰہی ہوگی

بھول جائے گا جو احکامِ شریعت حاصلؔ
اُس کی دنیا میں بہر حال تباہی ہوگی

جان و دل جو شہِ ابرار پہ قرباں کرتے
خلد میں اپنے لیے عیش کا ساماں کرتے

اپنی دشواریٔ منزل کو وہ آساں کرتے
غم کے عالم میں جو ذکرِ۔ شہِ ذیشاں کرتے

مرتبہ عشقِ محمدؐ کا جو سمجھا ہوتا
ان کے پھر ذکر سے ہم درد کا درماں کرتے

شرک سے پاک اگر ہوتے عقیدے اپنے
غم زمانے کے ہمیں یوں نہ پریشاں کرتے

غم کی تاریکیاں راہوں میں نہ ہوتیں حاصلؔ
خود کو ہم لوگ اگر عاملِ قرآں کرتے

وہ مشکلوں سے زمانے کی چھوٹ جائے گا
جسے نصیب درِ مصطفےٰ دکھائے گا

غمِ حبیب میں دامن جو بھیگ جائے گا
گناہ گار کے محشر میں کام آئے گا

قدم قدم پہ سنبھالے گی رحمتِ باری
نبی کا چاہنے والا جو ڈگمگائے گا

نہ ہوگا اس کا ٹھکانا کہیں دو عالم میں
کہ جس سے دامنِ سرکار چھوٹ جائے گا

غمِ حیات بھلا اس کو کیا ستائے گی
جو بحرِ عشقِ محمدؐ میں ڈوب جائے گا

گرے گا آنکھ سے جو ان کے ہجر میں حاصلؔ
وہ اشک حشر میں دامن کو جگمگائے گا

باعثِ زیست ہے یہ تو دلِ ناداں ہونا
جان و دل سے شہہ ابرار پہ قرباں ہونا

ہو میسر جو کہیں صاحبِ عرفاں ہونا
کام آجائے مرے میرا مسلماں ہونا

ان کے دیدار کا طالب ہے زمانہ لیکن
خوش نصیبی ہے غلامِ شہہ ذیشاں ہونا

دل سے احکامِ شریعت پہ بھی چلتے رہیے
صرف کافی نہیں شرمندۂ عصیاں ہونا

باعث فخر بھی، رحمت بھی ہمارے حق میں
دل میں عشقِ شہہِ کونین کا پنہاں ہونا

یہ عنایت ہے فقط عشقِ نبی کی حاصلؔ
ورنہ امکاں میں نہ تھا اپنے سخن داں ہونا

تیرگی چھٹنے لگی نورِ سحر یاد آیا
جب مجھے سیدِ ابرار کا در یاد آیا

رہ گیا چھا کے نگاہوں میں وہ نوری عالم
جب مدینے کا مجھے عزم سفر یاد آیا

ناصحہ مجھ کو خیالِ غمِ عصیاں کے طفیل
پھر کسی اشکِ ندامت کا اثر یاد آیا

اپنی مجروح تمناؤں کا عالم اے دل
بھولنا چاہا تھا قسمت سے مگر یاد آیا

اس لیے آئی نہ خاطر میں بہارِ گلشن
گم تھی جلوؤں میں محمدؐ کے نظر یاد آیا

حسرتِ دید نکلنے کو ہے شاید حاصلؔ
پھر مجھے وادیٔ طیبہ کا سفر یاد آیا

خدائی میں بتوں کی جب ہوئے خیرالبشر پیدا
جہاں میں ہوگئی ہر سو فضائے معتبر پیدا

ہوئے سرکار جس دم آمنہ بی بی کے گھر پیدا
ہر اک سو ظلمت شب میں ہوا نور سحر پیدا

خدا کے فضل سے اے دل کبھی وہ وقت آئے گا
جمالِ مصطفےٰ سے ہوگی تقدیسِ نظر پیدا

زمانہ آپ کے دم سے، مسرت آپ کا صدقہ
نہ ہوگا آپ سا کوئی جہاں میں تاجور پیدا

بھروسا ہو اگر حق پر، محبت ہو محمدؐ سے
شکستِ فاش میں ہوتی ہے پھر فتح و ظفر پیدا

ذرا چل تو دلِ مضطر مدینہ کی طرف تنہا
خدا کے فضل سے ہوں گے بہت سے ہمسفر پیدا

جو مانگی جائیں گی حاصلؔ، محمدؐ کے وسیلے سے
یقیں ہے مجھ کو ہوگا ان دعاؤں میں اثر پیدا

سیاہ بخت کو روشن پھر آفتاب ملے
جبیں کو میری حرم کی اگر تراب ملے

غموں سے دل کو اگر لاکھ اضطراب ملے
نہ ہوگا غم جو کہیں دامنِ جناب ملے

نہ ہوگا اس کو قیامت میں تشنگی کا غم
جہاں میں عشقِ نبی کی جسے شراب ملے

کہیں ہیں ختمِ رُسُل اور کہیں شفیعِ امم
تری جناب سے کیا کیا انھیں خطاب ملے

رہِ حیات میں ہر ایک موڑ پر مجھ کو
غلامِ سیدِ کونین کامیاب ملے

نبی کے عشق میں گم ہوگئے تو ہر جانب
مسرتوں کے مہکتے ہوئے گلاب ملے

اسی کو ہوگی زمانے کی ہر خوشی حاصل
بفیضِ عشق جسے رحمتوں کا باب ملے

بزمِ ہستی کے اجالوں نے قدم چوم لیے
مرے آقا کے فضاؤں نے قدم چوم لیے

جلوہ فرما ہوئے جب صحنِ گلستاں میں حضور
ہوکے مسرور ہواؤں نے قدم چوم لیے

گود میں لے کے محمدؐ کو حلیمہ جو چلیں
جذبۂ شوق میں راہوں نے قدم چوم لیے

کچھ حقیقت ہو بتوں کی تو بتائے کوئی
جھک کے جب ان کے شوالوں نے قدم چوم لیے

جب گئے عرش پہ ملنے کو محمدؐ حق سے
حور و غلماں کی نگاہوں نے قدم چوم لیے

جن کو حاصلؔ ہے محمدؐ کی غلامی کا شرف
ان کے رحمت کی عطاؤں نے قدم چوم لیے

مشفق ہمارے جب کہ شہہِ دوسرا نہ تھے
وحدانیت کی راہ سے ہم آشنا نہ تھے

عشقِ رسولِ حق میں جو ہم مبتلا نہ تھے
آداب زندگی سے بھی واقف ذرا نہ تھے

گم کردہ منزلوں میں بھٹکنا نصیب تھا
جب تک ہمارے ختم رسل رہنما نہ تھے

تاریکیاں تھیں کفر کی رقصاں جہان میں
جب تک حبیبِ کبریا جلوہ نما نہ تھے

جب تک ترا خیال نہ آیا نماز میں
سجدے مرے تمام قضا تھے، ادا نہ تھے

دیوانہ کہہ کے ہنستے رہے مجھ پہ عمر بھر
حاصل رُموزِ عشق سے جو آشنا نہ تھے

مری قسمت مجھے جب بھی درِ آقا دکھائے گی
ملے گی روح کو تسکیں، تمنا مسکرائے گی

نبی کے ذکر سے جب بھی سجائی جائے گی محفل
گھٹائے رحمتِ مولا ہر اک موسم پہ چھائے گی

الجھ تو گردشِ دوراں، مگر یہ سوچ لے پہلے
غلامانِ محمد ہیں، تو ہم سے مات کھائے گی

ادھر سے دعوتِ نظارہ ملتے ہی ان کو آنکھوں کو
بہارِ زندگی مرکز پہ اپنے لوٹ آئے گی

نبی کا چاہنے والا نہ ہوگا ناخدا جس کا
وہ کشتی بحرِ طوفاں میں یقیناً ڈوب جائے گی

شفاعت کے لیے آئیں گے وہ میدانِ محشر میں
گناہگارانِ امت پر گھٹا جب غم کی چھائے گی

ازل سے جاگنا حاصلؔ ہے، یہ دنیا پوچھتی کیا ہے
مریضِ عشقِ احمد ہوں مجھے کیا نیند آئے گی

جب درِ شاہ کا دیدار کریں گی آنکھیں
دل کو جلوؤں سے ضیابار کریں گی آنکھیں

جب مئے عشق سے سرشار کریں گی آنکھیں
مجھ کو ہر خواب سے بیدار کریں گی آنکھیں

حسنِ احمد کے نظاروں کے تصدق مجھ کو
اب نہ دنیا کا طلب گار کریں گی آنکھیں

باریابی درِ آقا پہ نہ ہوگی جب تک
زندگی ہجر میں دشوار کریں گی آنکھیں

بخش دے گی انہیں محشر میں یقیناً رحمت
ان کی عظمت کا جب اقرار کریں گی آنکھیں

جب سما جائے گا ان میں شہہِ بطحا کا جمال
حسنِ دنیا سے پھر انکار کریں گی آنکھیں

ہو مقدر سے اگر قربِ مدینہ حاصلؔ
ناز تقدیر پہ سو بار کریں گی آنکھیں

وہ قافلہ جو مدینے کی راہ سے گزرے
زہے نصیب ہماری نگاہ سے گزرے

رہِ طلب میں جو دنیا کی چاہ سے گزرے
وہ سر جھکائے تری بارگاہ سے گزرے

شرابِ عشقِ محمد سے مست ہو ہو کر
گزرنے والے سفید و سیاہ سے گزرے

نصیب بخش دے جس کو شعور کی دولت
وہ راہرو نہ رہِ اشتباہ سے گزرے

صبا سلام مریضِ شبِ الم کہنا
اگر دیار سے شہہ ذی پناہ سے گزرے

سمجھ گئے وہ سبھی لاالہ کا مقصد
جو اہلِ ہوش کبھی درس گاہ سے گزرے

وہ جن کو دولتِ عشقِ رسول تھی حاصلؔ
جہاں میں بچ کے فریبِ گناہ سے گزرے

ہراک رنج والم، الفت میں، راحت سے بدل جائے
مرا ذوقِ نظر جو آپ کے جلوؤں کو چھو آئے

گھٹائے رحمتِ مولا گھرے، گھر کر برس جائے
جو ان کا چاہنے والا کہیں ضد پر اتر آئے

مرے حالِ شکستہ پر کرم اتنا وہ فرمائے
نظر بھر کر جدھو دیکھوں، جمالِ شہ نظر آئے

ملے گی دولتِ کونین اس کو بابِ رحمت سے
وسیلہ آپ کا دے کر جو دامن اپنا پھیلائے

غلام سرورِ دیں ہوں، خدا کی خاص رحمت ہے
تعجب کیا ہے جو ڈوبی ہوئی کشتی ابھر آئے

شرف ان کی قدم بوسی کا جن راہوں کو ہے حاصلؔ
تمنا ہے انھیں راہوں میں جاکر دل بکھر جائے

حرم کی راہ سے ارماں ہے یوں گزرنے کا
یقین ہے مجھے تقدیر کے سنورنے کا

کیا جو عزم غمِ مصطفیٰ میں مرنے کا
قریب آگیا عالم مرے سنورنے کا

نظر میں گنبد خضرا، زباں پہ ذکرِ حضور
ملا ہے موقع مقدر پہ ناز کرنے کا

تمہارے نام پہ قربان کیوں نہ ہو جائیں
شعور بخش دیا تم نے بات کرنے کا

بفیضِ عشقِ محمدؐ، خدا کی رحمت سے
ہے مجھ کو حوصلہ حالات سے گزرنے کا

جمالِ خاص میں کھوئیں کچھ اس طرح نظریں
نظارہ کر نہ سکے ڈوب کر ابھرنے کا

جسے بھی دولتِ عشقِ رسول ہے حاصلؔ
خوشی سنورنے کی اس کو، نہ غم بکھرنے کا

U-110442

راہ بر محترم، کارواں محترم
منزلیں محترم، رازداں محترم

جن پہ رہتا ہے ذکرِ حبیبِ خدا
وہ دہن محترم، وہ زباں محترم

مصطفیٰؐ کی بدولت تری ذات پر
ہر یقیں محترم، ہر گماں محترم

جن کے جلوؤں سے رونق ہے دنیا میں وہ
خوش جبیں محترم، خوش بیاں محترم

جن کو اللہ نے اپنا فرما دیا
وہ یہاں محترم، وہ وہاں محترم

کوئی ہمسر نہیں ہے تمہارا نبیؐ
تم یہاں محترم، تم وہاں محترم

ان کے جلوؤں سے اے حاصلؔ خوش بیاں
یہ جہاں محترم، وہ جہاں محترم

جذبۂ شوق جب ارماں کو ہوا دیتا ہے
شعلۂ عشق کی لو اور بڑھا دیتا ہے

جو بھی دربارِ محمدؐ کا پتا دیتا ہے
ان کا دیوانہ اسے بڑھ کے دعا دیتا ہے

روبرو ہوتے ہیں تقدیس حرم کے جلوے
ان کا دیوانہ جہاں سر کو جھکا دیتا ہے

جو سمجھ لیتا ہے اس زیست کا حاصل کیا ہے
عشقِ احمد میں وہ ہستی کو مٹا دیتا ہے

سرفرازی اسے ہوتی ہے دو عالم میں نصیب
ان کی الفت جسے قسمت سے خدا دیتا ہے

شمع احساس مٹاتی ہے اندھیرے غم کے
حوصلہ دوریٔ منزل کو گھٹا دیتا ہے

اس کو راحت کسی صورت نہیں ہوتی حاصلؔ
جو بھی احکامِ شریعت کو بھلا دیتا ہے

چاک دل، چاک گریباں سینے جاؤں
میں غلاموں کی طرح شان سے جینے جاؤں

کہہ دیا مجھ سے تصور میں کسی نے.......... جاؤں
راحتِ دل کے لیے صرف مدینہ جاؤں

ہو میسر جو مری فکرِ رسا کو پرواز
دیکھنے اہلِ محبت کے قرینے جاؤں

جھلملاتے ہیں جو چوکھٹ پہ شہہِ بطحا کی
چوم نے آنکھوں سے اپنی وہ نگینے جاؤں

ایسے اسباب مہیا ہوں کبھی تو یارب
ہوں مدینے کا مسافر تو مدینے جاؤں

ڈوب کر ابھریں جو طوفاں میں تری رحمت سے
دیکھنے میں لبِ ساحل وہ سفینے جاؤں

یہ سعادت ہو مجھے رب کی طرف سے حاصلؔ
زندگی بھر کے لیے کاش مدینے جاؤں

ہے دیوانہ مگر وہ خاص دیوانہ نہیں
عظمتِ سلطانِ بطحا کو جو پہچانا نہیں

شمعِ توحید و رسالت کا جو پروانہ نہیں
اس کی قسمت میں خوشی کا کوئی پیمانہ نہیں

بھر چکا ہے جس کا ساغر بادۂ توحید سے
اس کی نظروں میں جہاں کا کوئی میخانہ نہیں

آ رہی ہے بابِ رحمت سے برابر یہ صدا
عاشقِ محبوب ہو تم غم سے گھبرانا نہیں

جس کے ہونٹوں پر نہ ہو ذکرِ حبیبِ کبریا
در حقیقت زینتِ محفل وہ دیوانہ نہیں

گم ہوا دل سے جو عشقِ سیدِ ابرار میں
اس کی قسمت دربدر کی ٹھوکریں کھانا نہیں

نام حاصلؔ ہے، غلامِ سیدِ ابرار ہوں
آپ نے شاید ابھی تک مجھ کو پہچانا نہیں

جب بنامِ مصطفیٰ نورِ خدا پیدا ہوا
آدمیت کا جہاں میں مرتبہ اونچا ہوا

شافعِ روزِ جزا پر دل سے جو شیدا ہوا
اس کے سر پر رحمتِ معبود کا سایا ہوا

اس کو دنیا کی خبر ہے اور نہ عقبیٰ کا خیال
بحرِ عشق مصطفیٰ میں جو کہ ہے ڈوبا ہوا

حشر میں آغوشِ رحمت اس پہ وا ہوجائے گی
دامنِ محبوبِ حق سے ہوگا جو لپٹا ہوا

دل میں طوفاں حسرتوں کے جاگ اٹھتے ہیں کئی
جب مدینے دیکھتا ہوں قافلہ جاتا ہوا

ہوگئی حاصلؔ پھر اس کو دونوں عالم کی خوشی
اپنی خوش بختی سے جو بھی زائرِ کعبہ ہوا

فضلِ خدا کا محرمِ اَسرار کون ہے
آشفتگانِ شوق کا غمخوار کون ہے

اس لفظ کن میں مطلعِ انوار کون ہے
پردوں سے انجمن میں ضیابار کون ہے

ہجرت کی شب علی نے عدو کو بتا دیا
دستِ رسولِ احمدِ مختار کون ہے

حق کی رضا پہ حسن کی عظمت کے واسطے
نیلام ہو جو اب سرِ بازار کون ہے

جنت پکارتی ہے یہ صدیوں سے روز و شب،
آئے غلامِ سیدِ ابرار، کون ہے؟

جس کا علاج ذکرِ محمدؐ ہے آج بھی
چارہ گرو بتاؤ وہ بیمار کون ہے؟

دشوار تھا سمجھنا یہ خلقِ رسول سے
اس قافلہ کا قافلہ سالار کون ہے

ہم ان کو صاحبِ منزل نشاں نہیں کہتے
نبی کے عشق کو جو جاوداں نہیں کہتے

وہ جس میں ذکرِ حبیبِ خدا نہیں ہوتا
ہم اس کو انجمنِ عاشقاں نہیں کہتے

رہِ طلب کے وہ بھٹکے ہوئے مسافر ہیں
جو ان کو باعثِ کون و مکاں نہیں کہتے

جو لوگ محرمِ اَسرارِ زندگی ہیں، وہ
یقیں گماں کو، یقیں کو گماں نہیں کہتے

انہیں فلاح کی منزل ملے یہ ناممکن
جو ان کو جسمِ حقیقت کی جاں نہیں کہتے

خدا کے بعد شفیعِ امم کا سایہ ہے
ہم اپنے آپ کو یوں بے اماں نہیں کہتے

نبی کا ذکر نہیں جن کے ذکر کا حاصلؔ
شعور مند انھیں خوش بیاں نہیں کہتے

جو بادۂ رسول سے سرشار ہوگئے
جنت کی نعمتوں کے وہ حقدار ہوگئے

جب سے ہم ان کے طالبِ دیدار ہوگئے
دنیا پسند مائلِ آزار ہوگئے

یوسف جب آکے زینت بازار ہوگئے
اہلِ نگاہ ان کے خریدار ہوگئے

اڑنے کا حوصلہ دے خدا اپنے فضل سے
اب طائرانِ شوق بھی پردار ہوگئے

تاریکیاں حیات کی راہوں سے چھٹ گئیں
جلوے جو ان کے مطلعِ انوار ہوگئے

واقف تھے جو بھی عظمتِ عشقِ نبی سے، وہ
فکر و عمل سے صاحبِ کردار ہوگئے

حاصلؔ جو محوِ خواب تھے دامانِ کفر میں
وہ ان کے التفات سے بیدار ہوگئے

جب ہم نے خلق محمدؐ پہ گفتگو کی ہے
دلِ حزیں نے مدینے کی آرزو کی ہے

سکوں ملے گا وہ طیبہ کی راہ میں دل کو
تلاش جس کی تخیل نے کو بہ کو کی ہے

وہ دے رہی ہے پتا عظمتِ محمدؐ کا
عطا خدا نے چمن میں جو گل کو بو کی ہے

درِ رسول بھی ہے اس کا مدعا یارب
تمام عمر تری جس نے جستجو کی ہے

سکونِ دل نہ ہو حاصلؔ بھلا اسے کیوں کر
حیات جس نے محبت سے سرخرو کی ہے

نہیں جو عظمت سے ان کی واقف، وہ لوگ اہلِ نظر نہیں ہیں
بشر ہیں ہم سے حضور لیکن حضور ہم سے بشر نہیں ہیں

جنہیں محبت نہیں ہے ان سے، ہمارے وہ ہم سفر نہیں ہیں
وہ کیا دکھائیں گے راہ ہم کو جو لوگ خود راہ پر نہیں ہیں

وہ قربِ منزل بھٹک رہے ہیں، تلاشِ حق میں ازل سے اب تک
فریبِ ذوقِ نظر میں گم ہیں، ابھی جو خود معتبر نہیں ہیں

ہزار کوشش کریں وہ لیکن سکوں میسر نہ ہوگا ان کو
جو اپنی قسمت کی کمتری سے غلامِ خیرالبشر نہیں ہیں

اگر محبت ہے مصطفےٰ سے، دلوں پہ اپنے یہ نقش کرلو
وسیلہ حاصل ہے جن کو ان کا، دعائیں وہ بے اثر نہیں ہیں

جب تصور میں کبھی مختارِ کوثر آگئے
میری نظروں میں حیات نو کے منظر آگئے

ان کے قدموں پر تصدق ہے بہارِ جاوداں
آپ کی چوکھٹ پہ جو اہلِ مقدر آگئے

آپ کے حسنِ مجسم کی تجلّی کے سبب
میری آنکھوں میں سمٹ کر سارے منظر آگئے

ہوگئی دنیا پہ جب حضرت کی چشمِ التفات
صبح کے بھولے ہوئے بھی شام کو گھر آگئے

آپ کے نقشِ کفِ پا سے جنہیں منزل ملی
وہ یقیناً اپنے مرکز پر پلٹ کر آگئے

جن کو عشقِ مصطفٰے سے آگہی حاصل ہوئی
ان کے ہاتھوں میں مئے عرفاں کے ساغر آگئے

پردے فریبِ ذوقِ نظر کے اٹھائیے
پروردگار مجھ کو بھی طیبہ دکھائیے

تم کو اگر ہے حسنِ مجسم کی آرزو
نظروں کو پہلے دید کے قابل بنائیے

حالات کہہ رہے ہیں ابھی اور انتظار
جذبات کہہ رہے ہیں درِ شہہ پہ جائیے

پانا ہے آپ کو بھی اگر مقصد حیات
ذکرِ نبی سے بزمِ تصور سجائیے

کہتے ہیں جن کو اہلِ نظر وجہہ کائنات
روضہ پہ ان کے جا کے مقدر بنائیے

جس کے سبب غلامِ نبی میں شمار ہو
دنیا میں کام ایسا کوئی کر دکھائیے

حاصلؔ ہے تم کو دولتِ عشقِ نبی اگر
دنیا کے غم اٹھائیے اور مسکرائیے

درِ رسول یہ حاصل اگر چلا جائے
سکونِ قلب میسر ہو، چین آ جائے

نگاہ ان کی تجلی میں جو سما جائے
مرا وجود بھی اپنا مقام پا جائے

یہ التجا ہے کہ پروردگار محشر میں
مجھے غلامِ شہِ دوسرا کہا جائے

بتا یہ کاتبِ تقدیر شامِ غربت میں
مدینہ یاد جو آئے تو کیا کیا جائے

مرا سلام بصد احترام کہہ دینا
درِ رسولِ خدا تک جو تو صبا جائے

حسن احمد کا ازل میں دل جو دیوانہ ہوا
زندگی کا اس لیے رنگین افسانہ ہوا

شمعِ توحید و رسالت کا جو پروانہ ہوا
وہ غم دنیا تو کیا، دنیا سے بیگانہ ہوا

ان کے جلووں کی تمنا زندگی کا حسن ہے
سرنگوں جن کے لیے سجدے میں بت خانہ ہوا

کام آئے گی شفاعت یا عمل کے سلسلے
کوئی محشر میں نہ ہوگا جانا پہچانا ہوا

کیا عجب ہے ساقیِ میخانہ محشر میں کہے
یہ وہ میکش ہے کہ جس کے نام میخانہ ہوا

ہوگئی حاصلؔ مجھے کونین کی خوشیاں سبھی
جب کہ رحمت سے عطا جنت کا پروانہ ہوا

جب سے درِ رسول پہ آیا ہوا ہوں میں
حق کی تجلیوں میں سمایا ہوا ہوں میں

اس انجمن پہ اس لیے چھایا ہوا ہوں میں
مہمانِ مصطفٰے ہوں، بلایا ہوا ہوں میں

سایہ ملا ہے ان کے سبب غم کی دھوپ میں
رحمت سے جب بھی طالب سایہ ہوا ہوں میں

پروردگار تیرے کرم ہی کی بات ہے
ایماں جو تیری ذات پہ لایا ہوا ہوں میں

اس واسطے جہاں میں اندھیروں کا غم نہیں
جلوؤں کی چاندنی میں نہایا ہوا ہوں میں

اس در سے اٹھ کے ہوگی نہ حاصلؔ کوئی خوشی
جس پر عقیدتوں کا بٹھایا ہوا ہوں میں

ہر گھڑی حقیقت میں اس پہ فضل یزداں ہے
جس بشر کے ہاتھوں میں مصطفےٰ کا داماں ہے

یہ کہو مسیحا سے اب کرم نہ فرمائے
تذکرہ محمدؐ کا صرف غم کا درماں ہے

غم نہیں اسے کوئی وقت کے اندھیروں کا
جس کو ان سے نسبت ہے، جس کو ان کا عرفاں ہے

کہہ رہی ہے گلشن میں یہ مہک شگوفوں کی
آمدِ محمدؐ ہی رشکِ صد بہاراں ہے

ان کا در مقدر سے ہوگیا جسے حاصلؔ
اس کے دل کی دنیا میں شمعِ حق فروزاں ہے

جب بھی حاصل درِ آقا پہ ترا ہو جانا
شوقِ دیدار میں جلوے کی ادا ہو جانا

مقصدِ زیست ہے یہ قرض ادا ہو جانا
عشقِ سلطانِ مدینہ میں فنا ہو جانا

جب ان آنکھوں کو درِ شہہ کی زیارت ہو نصیب
اے دلِ زار تو مصروف دعا ہو جانا

ہم سیاہ کاروں کے حق میں ہے سبب رحمت کا
یا نبی آپ کا محبوب خدا ہو جانا

فیضِ عشقِ شہہ ابرار نہیں تو کیا ہے
بابِ رحمت کا گناہ گار پہ وا ہو جانا

کربلا میں وہ رہے سبطِ پیمبر کے رفیق
جن کو حاصل ہوا پابند وفا ہو جانا

جب بھی ذکرِ حبیب ہوتا ہے
دل کا عالم عجیب ہوتا ہے

وہ بہت خوش نصیب ہوتا ہے
جو بھی ان کے قریب ہوتا ہے

ان کی فرقت کا غم نہ دے یارب
غم کا سایہ مہیب ہوتا ہے

ان کی محفل میں کیف کا عالم
بس عجیب و غریب ہوتا ہے

وہ سمجھتا ہے مقصدِ ہستی
جو مکمل ادیب ہوتا ہے

کوئی جلوت میں، کوئی خلوت میں
وقفِ یادِ حبیب ہوتا ہے

مجھ کو دربارِ مصطفیٰ حاصلؔ
دیکھیے کب نصیب ہوتا ہے

بادۂ عشقِ نبی کا جو بھی میکش جام لے
رحمتِ ربِّ علیٰ بھی اس کو بڑھ کر تھام لے

کام یہ جذبے طلب سے اے دلِ ناکام لے
دامنِ صبحِ ازل سے ان کے در کی شام لے

ڈوب کر عشقِ نبی میں، اے رہینِ جستجو
حادثوں سے انتقامِ گردشِ ایام لے

دھوپ ہے رنج و الم کی، اے دلِ مضطر بتا
ان کا بیمار محبت اب کہاں آرام لے

بیخودی بن جائے گی رسوائیوں کا آئینہ
تو اگر مومن ہے تو ہوش و خرد سے کام لے

زندگانی کے مراحل سے گزر جائے گا وہ
دامنِ محبوبِ داور کو جو بڑھ کر تھام لے

جو بھی دیکھے تجھ کو حاصلؔ شبہ کا دیوانہ کہے
اس ادا کی بیخودی سے اپنے سر الزام لے

جس کو عشقِ شہہِ بطحا کی ادا آتی ہے
راس کب اس کو زمانے کی ہوا آتی ہے

اس کی خوشبو سے مہکتا ہے مرے دل کا چمن
جب درِ شاہِ دو عالم سے صبا آتی ہے

نور برسا کے سجا دیتی ہے صحنِ عالم
اٹھ کے طیبہ سے جو رحمت کی گھٹا آتی ہے

شوق ہے کب سے مجھے تیری قدم بوسی کا
رہروِ عشق کو منزل سے صدا آتی ہے

اپنی ناکامیٔ تقدیر پہ رو دیتا ہوں
یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے

عشقِ احمد میں اگر عزم سفر ہو محکم
منزلوں کو بھی سمٹنے کی ادا آتی ہے

باغِ طیبہ میں کبھی جا کے ذرا دیکھو حاصلؔ
خلد کے خاص دریچوں سے ہوا آتی ہے

جس کی قسمت میں درِ شاہِ زمن ہوتا ہے
محفلِ خاص میں وہ جلوہ فگن ہوتا ہے

جس کا مقصد ہی محمدؐ کا وطن ہوتا ہے
اہلِ دنیا سے جدا اس کا چلن ہوتا ہے

دل کو تسکین ہوا کرتی ہے ذکرِ شہہ سے
مجھ کو جس وقت بھی احساسِ تھکن ہوتا ہے

جس کو ہوتی ہے حقیقت میں محبت ان سے
اہلِ دل، اہلِ نظر، اہلِ سخن ہوتا ہے

زندگی سیرتِ احمد میں ڈھلی ہے جس کی
اس کا پیغام ہی، پیغامِ زمن ہوتا ہے

وہ سمجھتا ہے شہہِ دیں کے مراتب یارب
جس کو حاصل ترے اوصاف کا فن ہوتا ہے

آمدِ شہہِ بطحا یہ کرشمہ تیرا ہے
ظلمتوں کے چہرے پر نور کا سویرا ہے

دل خوشی کی محفل ہے، دل خوشی کا ڈیرا ہے
جب سے ان کے جلوؤں کی حسرتوں نے گھیرا ہے

اے بقا کے دیوانے عشق میں فنا ہو جا
اس جہانِ فانی میں چار دن بسیرا ہے

آنے والے کہتے ہیں، آستان احمد پر
شام بھی سہانی ہے، دل نشیں سویرا ہے

کیوں نہ ہو اسے یارب فرحتیں یہاں حاصل
جس کے ذہن و دل پر ہی نام نقش تیرا ہے

جل رہے تھے جب جہاں میں بغض و نفرت کے چراغ
شہہ کی آمد سے ہوئے روشن محبت کے چراغ

یہ پتا دیتے ہیں عالم کو شریعت کے چراغ
بے عمل جلتے نہیں حسنِ طریقت کے چراغ

میں غلامِ مصطفیٰ ہوں، یہ اندھیروں سے کہو
تا حد امکاں ہیں روشن اس کی رحمت کے چراغ

حادثاتِ وقت کی ان کاوشوں کے باوجود
اپنے دل میں جل رہے ہیں شہہ کی عظمت کے چراغ

جوش میں رحمت نے آ کر سب خطائیں بخش دیں
جب سرِ مژگاں جلے اشک ندامت کے چراغ

عظمتِ محبوبِ داور کو سمجھتے ہیں وہی
روشنی دیتے ہیں جن کو بھی عقیدت کے چراغ

فرحتیں دل کو میسر کس لیے حاصلؔ نہ ہوں
لے چلے ہیں منزلوں کی سمت وحدت کے چراغ

نبی کے عشق سے پیدا جو رابطہ نہ کرے
دل و نظر ہے وہ اظہارِ مدعا نہ کرے

زمانہ کہتا ہے جن کو بنائے کون و مکاں
میں ان کو بھول کے زندہ رہوں خدا نہ کرے

جسے بھی عظمتِ عشقِ رسول ہے مقصود
ہر ایک غم سے وہ گزرے مگر گلہ نہ کرے

اسی لیے تو سرِ رہگزر کھڑا ہوں میں
مجھے بھی ہند سے طیبہ کوئی روانہ کرے

ازل سے محوِ جمالِ حضور ہیں اب تک
ہمارے حق میں ابھی کوئی فیصلہ نہ کرے

وفا کرے وہ جہاں میں کسی سے ناممکن
حبیبِ داورِ محشر سے جو وفا نہ کرے

درِ رسول کا جب تک نہ قرب ہو حاصل
مری حیات سے کھیلے اجل خدا نہ کرے

ملتا جلتا ہے انساں وہ شیطان سے
پھیرتا ہے جو منہ شہ کے فرمان سے

دل نہ ہو جس کا معمور ایمان سے
دور ہے خوش روی اس مسلمان سے

جس کو الفت ہے نبیوں کے سلطان سے
خلد میں جائے گا وہ بڑی شان سے

ناخدا جس کے ہوں گے حبیبِ خدا
پار ہوگا سفینہ وہ طوفان سے

فرض سے بے نیازی کچھ اچھی نہیں
یہ سبق ہم نے پایا ہے قرآن سے

جب سے ان کی رفاقت میسر ہوئی
دستِ وحشت جدا ہے گریبان سے

عظمتِ زندگی ان سے پوچھے کوئی
انس رکھتے ہیں جو شاہِ ذیشانِ سے

اپنی قسمت کا بلندی پہ ستارہ دیکھوں
میں جو دربارِ محمدؐ کا نظارہ دیکھوں

کون دیتا ہے طلاطم میں سہارا، دیکھوں
کس جگہ ڈوب کے ابھروں گا دوبارہ، دیکھوں

دردِ ہستی کے مداوے کو جو ان کا غم ہو
صبر کی حد میں رہوں، ضبط کا یارا دیکھوں

آستانِ شہہ والا کے تصور کے طفیل
دل کی بیتابی نے پھر کس کو پکارا دیکھوں

مجھ کو ہو جائے اگر چشمِ بصیرت حاصلؔ
دور رہ کے بھی مدینے کا نظارہ دیکھوں

عشقِ احمد میں جو خود سے بے خبر ہو جائے گا
چشمِ رحمت میں وہ منظور نظر ہو جائے گا

کوئی کیا لائے گا اس کی خوش نصیبی کی مثال
جس کا شہہ کی رہگزاروں سے گزر ہو جائے گا

یہ کسے معلوم تھا دنیا میں اک درِ یتیم
عظمت انسان کیا، فخر بشر ہو جائے گا

مانگ کر تو دیکھیے شہہ کے وسیلے سے ابھی
میرا دعویٰ ہے دعاؤں میں اثر ہو جائے گا

دشمنِ دینِ خدا کی کوششوں سے مومنو
کیا یہ نظمِ مصطفےٰ زیر و زبر ہو جائے گا

درس لے گا جو بھی خلقِ سرورِ کونین سے
اہلِ دل، اہلِ وفا، اہلِ نظر ہو جائے گا

کامیابی اس کے چومے گی سرِ منزل قدم
جس کو بھی حاصلؔ مدینے کا سفر ہو جائے گا

کیا چاہتا ہے دل یہ بتا مجھ غریب سے
ان کا نظارہ ہوتا ہے حاصل نصیب سے

نسبت جسے بھی ہوگی خدا کے حبیب سے
دیکھے گا زندگی کے وہ جلوے قریب سے

درماں ہمارے درد کا بس اس کے پاس ہے
بڑھ کر کوئی طبیب نہیں جس طبیب سے

ٹھہری ہوئی تھی اپنے قرینے سے کائنات
جب بات ہو رہی تھی محبّ کی حبیب سے

کچھ بھی نہیں دیارِ محمدؐ کے ماسوا
دیکھا ہے میں نے اپنی طلب کو قریب سے

اہلِ وفا بھی کہتے ہیں اہلِ نگاہ بھی
ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

حاصلؔ نہ دیکھا میں نے جو اب تک درِ حضور
شکوہ ہے وقت سے، ہے شکایت نصیب سے

پھولوں کی، نہ کلیوں کی، نہ گلزار کی خوشبو
پھیلی ہے یہاں آپ کے انوار کی خوشبو

سانسوں میں بسی ہے شہہِ ابرار کی خوشبو
مہکا گئی ہستی کو وہ اک بار کی خوشبو

منہ پھیر ہی لیتا ہے وہ دنیا کی مہک سے
آتی ہے جسے احمد مختار کی خوشبو

رہ رہ کے مجھے اپنی طرف کھینچ رہی ہے
طیبہ کے حسیں کوچہ و بازار کی خوشبو

لائے تھے زمانے میں جو پیغامِ الٰہی
ان سب میں تھی کونین کے سردار کی خوشبو

ہر آنکھ تمنائی ہے اس واسطے ان کی
تحلیل فضاؤں میں ہے دیدار کی خوشبو

حاصلؔ وہ سرِ حشر بچائیں گے یقیناً
پہنچے گی جب آقا کو گنہگار کی خوشبو

تجلیاں وہ جمالِ نبی نے بکھرادیں
فضائیں گلشنِ عالم کی جس نے شرمادیں

گھٹائیں لطف و کرم کی جو حق نے برسادیں
بہارِ خلد کی رعنائیاں سی پھیلادیں

فروغِ دین کی خاطر شہہِ دو عالم نے
جو مردہ روحیں تھیں تقریر سے وہ گرمادیں

بلایا حق نے محمدؐ کو جب شبِ معراج
تمام گردشیں کون و مکاں کی ٹھہرادیں

عمل سے زندگی بنتی ہے، زندگی سے عمل
ہمیں حضور نے یہ دونوں باتیں سمجھادیں

ہماری عظمتیں، عشقِ نبی کی عظمت نے
اٹھائیں خاک سے اور آسماں پہ پہنچادیں

وہ نورِ سرورِ کونین ہی تو ہے حاصلؔ
سیاہ بختوں کی تقدیر جس نے چمکادیں

معراج کی تاریخِ رجب یاد تو ہوگی
مومن ہے تو تفصیل یہ سب یاد تو ہوگی

وہ لطف و کرم، ان کی طلب یاد تو ہوگی
گزری ہے درِ شہ پہ جو شب یاد تو ہوگی

کہتے ہیں مئے عشقِ محمد جسے ناصح
چھلکی تھی ترے جام میں کب یاد تو ہوگی

جس بزم کا مقصود رہا ذکرِ محمد
اے واعظو وہ بزم طرب یاد تو ہوگی

جس شب میں تقدس تھا نہاں صبح ازل کا
اے صاحبِ ایمان وہ شب یاد تو ہوگی

اے دل یہ بتا ہجرِ محمد کے علاوہ
کچھ بات بھی تھی غم کا سبب یاد تو ہوگی
دامن تو پسارا ہے وسیلے سے نبی کے
حاصلؔ تجھے کچھ دل کی طلب یاد تو ہوگی

جس کو حبیبِ داورِ محشر کا در ملے
اس کو حیاتِ نو کا مزہ عمر بھر ملے

بحرِ نبی میں تپ کے جو نکھرے ہیں اور بھی
چشمِ طلب کو میری کچھ ایسے گہر ملے

آقا کی جستجو میں تو سب ہوش مند ہیں
راہِ طلب میں دیکھا تو شوریدہ سر ملے

طیبہ کی گود میں ہے تصور کی زندگی
جب سے وفورِ شوق تجھے بال و پر ملے

امی لقب ہے جن کا جو خیرالانام ہیں
جو بھی خدا شناس تھے، سب ان کے گھر ملے

جن کے لیے وجود میں آئی ہے کائنات
دنیا ملے ملے نہ ملے ان کا در ملے

صد شکر ہے کہ رہبرِ کامل کی شکل میں
حاصلؔ خدا کے فضل سے فوق البشر ملے

درِ شہ پر جو دن ہم نے گزارے یاد آتے ہیں
مدینے کے حسیں رنگیں نظارے یاد آتے ہیں

جمالِ مصطفےٰ کے عکس کی تابانیاں لے کر
جو آئینے تصور میں نکھارے یاد آتے ہیں

سرِ مژگاں جو چمکے تھے کبھی ہجرِ محمدؐ میں
غمِ ہستی کی ظلمت میں وہ تارے یاد آتے ہیں

دوبالا کر گئے سجدوں سے جو اسلام کی عظمت
بوقتِ امتحاں وہ لوگ سارے یاد آتے ہیں

اندھیرے دور ہو جائیں گے اب بزمِ تمنا سے
نظارے جن کے جلوؤں نے نکھارے یاد آتے ہیں

تڑپتے ہیں درِ شہ کے لیے حاصلؔ جو غربت میں
شبِ فرقت ہمیں وہ غم کے مارے یاد آتے ہیں

نورِ خلاقِ عالم تیرے ماسوا مجتبیٰ کون ہے، مصطفےٰ کون ہے
جن نگاہوں سے میں دیکھتا ہوں تجھے، ان نگاہوں میں جلوہ نما کون ہے

جتنے آئے ہیں دنیا میں پیغامبر ان میں احمد کا ہم مرتبہ کون ہے
جس کے چومے ہیں عرشِ علیٰ نے قدم، وہ حقیقت میں شاہِ خدا کون ہے

وہ شفیعِ امم، وہ شہِ مرسلاں، جن کے جلوؤں سے روشن ہیں کون و مکاں
بے کس و بے نوا کا جو ہمدرد ہے وہ نگہبانِ دینِ خدا کون ہے

جن کی نسبت نے بخشی یہ پاکیزگی، جن کے جلوؤں سے روشن ہوئی زندگی
ناز فرماں ہیں جس پہ زمیں آسماں، ان سا کونین میں پارسا کون ہے

جن کے دل میں محمدؐ کی الفت نہیں، ان کی مقبول کوئی عبادت نہیں
ایسے لوگوں کی عظمت کا کیا پوچھنا، ان کو اس دور میں پوچھتا کون ہے

تھا ہر اک ہاتھ میں پرچمِ کافری اور ہر دل میں تھی عظمتِ آزری
عشقِ احمد سے حاصل یہ عقدہ کھلا، حق ہے کیا اور حقیقت نما کون ہے

کلام پاک میں ان پر کلام کیا کچھ ہے
خدا کے بعد نبی کا مقام کیا کچھ ہے

سکوں جو دیتا ہے دل کو وہ نام کیا کچھ ہے
بفیضِ ذکر درود و سلام کیا کچھ ہے

بتا رہی ہے یہ عشقِ رسول کی نسبت
مقامِ عظمتِ بیت الحرام کیا کچھ ہے

شعور آگہی دیتا ہے کند ذہنوں کو
شرابِ عشقِ محمد کا جام کیا کچھ ہے

جہاں سے خالی نہیں پھرتا مانگنے والا
مرے لیے وہ درِ فیضِ عام کیا کچھ ہے

یہ بات شاہانِ دنیا بتائیں گے حاصلؔ
درِ حبیب کا ادنیٰ غلام کیا کچھ ہے

تشریف جب سے آئی شہِ مرسلین کی
عظمت دوبالا ہوگئی دینِ مبین کی

گزرا جو کم نگاہی میں حد سے یقین کی
توہین اس نے کی ہے محمدؐ کے دین کی

جلوہ فگن ہیں جس جگہ سلطانِ انبیا
جنت بھی ہمسری میں نہیں اس زمین کی

جس کے لیے وجود میں آئی ہے کائنات
ہوتی ہے بات آج بھی اس مہ جبین کی

چوما ہے جن کے قدموں کو عرشِ عظیم نے
عظمت بڑھی ہے ان کی بدولت زمین کی

حاصلؔ جو دل سے عشقِ محمد میں گم ہوا
اس نے تصورات کی دنیا حسین کی

مجھے اس شرط پر اے دل جہاں کے غم گوارا ہیں
وہیں لے، چل جہاں جلوے بھی مصروفِ نظارا ہیں

جنہیں شاہِ امم کہتے ہیں اور نورِالٰہی بھی
ازل سے عظمتیں ان کی جہاں پر آشکارا ہیں

سکوں پائیں دیارِ ہند میں وہ، غیر ممکن ہے
جو دل ہجرِ محمد کے سبب سے پارہ پارہ ہیں

رہے محروم جو شاہِ عرب کی ناخدائی سے
سفینے بحرِ ہستی میں وہ محرومِ کنارا ہیں

نگاہیں اس لیے طالب ہیں ان کی مثل پروانہ
محمد نور خلّاقِ دو عالم کا منارا ہیں

غلامانِ شہِ کونین میں اپنا جو نام آئے
ہمیں بیتابیِ دل کے سبھی عالم گوارا ہیں

درِ خیرالورا کا جب نظارہ ہو تمہیں حاصلؔ
انہیں بھی یاد کر لینا جو محرومِ نظارا ہیں

بخشی ہے جنہیں حق نے کونین کی سلطانی
رہتی ہے صدا ان کی امت پہ مہربانی

دنیا کے مفکر یہ کہتے ہیں عقیدت سے
ہے عشق محمد ہی ہر دور میں لافانی

مومن ہے تو لازم ہے یہ تجھ کو بہر صورت
سن ذکرِ شہِ بطحا، پڑھ آیتِ قرآنی

آتے ہیں زیارت کو اس واسطے غلماں بھی
سرکارِ دو عالم کا دربار ہے نورانی

دنیا کی ہر اک شہ میں، ہے عکسِ جمیل اس کا
دیکھی ہے جو طیبہ میں جلوؤں کی فراوانی

ٹھکراتا ہے ٹھوکر سے وہ تاج و حکومت بھی
ملتی درِ شہ کی جس شخص کو دربانی

حاصلؔ یہ حقیقت ہے، صدقے میں محمدؐ کے
دیوانوں سا پیتا ہوں میں بادۂ عرفانی

جب رب کو ہوئی احمد کی طلب
بلوا ہی لیا معراج کی شب

ہے فخرِ دو عالم جن کا لقب
آباد ہے ان سے بزمِ طرب

فرماتا ہے قرآن میں رب
ہے ذاتِ نبی رحمت کا سبب

کہتے ہیں جنہیں محبوب خدا
بخشش ہے انہیں کی علم و ادب

لا ساقی پلا دے طیبہ کی
بیٹھے ہیں یہاں سب تشنہ لب

دعویٰ تو ہے مومن ہونے کا
کیوں بھول گیا تاریخِ رجب

مقصودِ محبت ہیں حاصلؔ
بس ان کی تمنا، ان کی طلب

ان کے غم سے جو فیضیاب نہیں
وہ محبت میں کامیاب نہیں

حق نے بخشی ہے جو محمدؐ کو
اور ایسی کوئی کتاب نہیں

اے رسالت کے آسماں تجھ پر
کوئی احمد سا ماہتاب نہیں

ان کے جلوؤں کا ہے ہر یک پردہ
عالمِ شوق بے حجاب نہیں

وہ محمدؐ کی ذات ہے بیشک
جس کا کونین میں جواب نہیں

ان پہ جو بھی نثار ہے، اس کا
قبر کیا، حشر میں حساب نہیں

غرق ہے ان کے عشق میں حاصلؔ
زندگی اپنی محوِ خواب نہیں

جب عشقِ مصطفیٰ تجھے مقصود دل بنا لیا
ذرے نے آفتاب کے جلووں کا حسن پالیا

جس نے شہ انام کی عظمت پہ سر جھکا لیا
رنج و الم کی دھوپ میں سائے کو اس نے پالیا

صدقہ نبی کے نام کا بٹتا ہے روز غیب سے
یہ بات آپ سوچئے، دامن میں کس نے کیا لیا

پھر عکس کائنات میں گم ہوگئی نگاہ بھی
دل کو نبی کے حسن کا آئینہ جب بنالیا

آئی حیات وجد میں حاصلؔ سکونِ دل ہوا
ہم نے نبی کے ذکر سے محفل کو جب سجالیا

سجدہ گاہِ ارتقا ہے شاہ عالم کی گلی
مدعا ہی مدعا ہے شاہ عالم کی گلی

اک زمانہ جانتا ہے شاہ عالم کی گلی
راحتوں کا راستہ ہے شاہ عالم کی گلی

ہے مرے امکاں سے باہر، کیا بتا سکتا ہوں میں
تجھ میں کیا کیا مل رہا ہے شاہ عالم کی گلی

کیوں نہ ہو قربان اس پر ساری دنیا کی خوشی
درد ہستی کی دوا ہے شاہ عالم کی گلی

مجھ کو دنیا کے اندھیروں نے یہ ظاہر کر دیا
مقصدِ دل کی جلا ہے شاہِ عالم کی گلی

ہو رہی ہیں اس پہ صدقے خلد کی رعنائیاں
اک بہارِ جاں فزا ہے شاہ عالم کی گلی

اس لیے حاصلؔ عقیدت مند آتے ہیں یہاں
سلسلہ در سلسلہ ہے شاہ عالم کی گلی

حسنِ پیغمبری ہیں ہمارے رسول
چاندنی چاندنی ہیں ہمارے رسول

یہ بھی سچ آخری ہیں ہمارے رسول
وجہِ کونین بھی ہیں ہمارے رسول

یا شفیعَ الورا یا حبیبِ خدا
آپ ہی آپ ہی ہیں ہمارے رسول

دشمنوں کو بھی دشمن نہ سمجھا کبھی
پیکرِ مخلصی ہیں ہمارے رسول

منزلیں چومتی ہیں قدم اس لیے
رہبری رہبری ہیں ہمارے رسول

لوحِ محفوظ کی پہلی تحریر کا
ایک حرفِ جلی ہیں ہمارے رسول

ہے حقیقت کہ بر حق فنا ہے مگر
زندگی زندگی ہیں ہمارے رسول

تیرگی اس لیے ہم سے گھبرا گئی
روشنی روشنی ہیں ہمارے رسول

جس میں غم کا کوئی سلسلہ ہی نہیں
وہ مکمل خوشی ہیں ہمارے رسول

سوچ کے لاکھ پہلو بدل دیکھئے
آگہی آگہی ہیں ہمارے رسول

صاف لکھا ہے حاصل یہ قرآن میں
عظمتِ آدمی ہیں ہمارے رسول

یہاں پیمانہ ہے کوئی، نہ کوئی مول ہے ساقی
شراب عشق احمد ہے، مرا کشکول ہے ساقی

فرشتوں کی مبارکباد نے یہ کردیا واضح
محمد کا ثناخواں آج بھی انمول ہے ساقی

سیاہ خانوں میں بھی جس کی ضیا کا عکس ملتا ہے
سنا ہے صحن عالم میں اک ایسا پول ہے ساقی

مدینے کی طرف رخ ہے مگر پیمانی خالی ہے
ہماری بادہ نوشی میں ابھی کچھ جھول ہے ساقی

نہ پوچھو بادۂ عشقِ نبی عظمتیں مجھ سے
کہ اس کا قطرہ قطرہ گوہر انمول ہے ساقی

پلا اتنی خودی سے بیخودی تک بات جا پہنچے
ابھی تو مصلحت کیش میں مقصد گول ہے

جسے نقشِ کفِ پائے محمدؐ ہوگیا حاصلؔ
جبیں کا اس کی ہر سجدہ یہاں انمول ہے ساقی

محشر کے تاجدار کی رفعت بیاں کروں
محبوب کردگار کی عظمت بیاں کروں

آقا کے اقتدار کی وسعت بیاں کروں
آئینۂ بہار کی ندرت بیاں کروں

جس کی لیے وجود میں آئی ہے کائنات
اس صاحبِ وقار کی حرمت بیاں کروں

تم کب سے منتظر ہو جمال رسول کے
کچھ اپنے انتظار کی مدت بیاں کروں

اہل شعور ہو تو بصد عجز و احترام
امت کے غمگسار کی شوکت بیاں کروں

دامن میں جس کے جلوہ نما ہیں شہہ امم
طیبہ کے اس دیار کی زینت بیاں کروں

تشریف جس میں لائے تھے سلطان دوجہاں
اس عالم بہار کی نکہت بیاں کروں

ہجرت کی شب جو بستر شہہ پر تھے جلوہ گر
تم ایسے جاں نثار کی خدمت بیاں کروں

تم ہو کے ارتقائے محبت سے روشناس
قدرت کے شاہکار کی ندرت بیاں کروں

ہم کو عطا کیا ہے جو پروردگار نے
اس دینِ پُرقار کی نصرت بیاں کروں

حاصلؔ ہے کچھ شعور کی دولت اگر تمہیں
احمد سے کردگار کی قربت بیاں کروں

کون سی منزل تک لے آئے مجھ کو مرے جذبات نہ پوچھو
راحت جاں ہے ہر عالم میں شاہ امم کی ذات نہ پوچھو

میں ان کا ہوں وہ میرے ہیں، میری ان کی بات نہ پوچھو
ذکرِ نبی میں جھوم رہا ہوں، آگے کے حالات نہ پوچھو

در پہ نبی کے جانے والو، جو دیکھا ہے وہ کہہ دینا
کیسی شکل بنا دیتے ہیں، فرقت کے لمحات نہ پوچھو

دل نے کتنے پہلو بدلے، عشق نبی کی دولت پا کر
دن گزرا کس صورت میں اپنا، کیسی گزری رات نہ پوچھو

اپنی اپنی بات کرو تم، اپنے اپنے قصے ڈھالو
میں تو غلامِ شاہِ عرب ہوں، مجھ سے مری اوقات نہ پوچھو

دل تو دل ہے دل کیا ہے عشق نبی میں کھویا ہوا ہے
ہجر نبی میں کیسے برسی، آنکھوں سے برسات نہ پوچھو

ان کے در کا منگتا ہوں جن کا صدقہ رب دیتا ہے
دستِ طلب کو دست کرم نے ، کیا کیا دی سوغات نہ پوچھو

ان کا عالم بھی دیکھا ہے ان کی خوشبو بھی سمجھی ہے
عشق نبی میں لہراتے ہیں، کب سے پھول اور پات نہ پوچھو

زندہ ہوں اس واسطے اب تک، طیبہ کی حسرت ہے دل میں
کیسے کیسے دی قسمت نے مجھ کو حاصل مات نہ پوچھو

پا کے رحمت کا اشارہ جا رہا ہوں
میں درِ رحمت پہ پکارا جا رہا ہوں

کس سلیقے سے سنوارا جا رہا ہوں
میں اُدھر محوِ نظارہ جا رہا ہوں

جن میں ہے نقشِ کفِ پائے شہہِ دیں
ایسی راہوں سے گزارا جا رہا ہوں

جن میں پنہاں حسنِ احمد کی ادا ہے
ان نگاہوں سے نہارا جا رہا ہوں

میں بفیضِ عشقِ احمد بحرِ غم سے
اب لبِ ساحل ابھارا جا رہا ہوں

معرفت کی منزلیں بھی زیرِ پا ہیں
کس بلندی سے پکارا جا رہا ہوں

میں زہے تقدیر حاصلؔ سوئے طیبہ
لے کے رحمت کا سہارا جا رہا ہوں

جن پہ اترا خدا کا کلام آخری
وہ ہیں پیغمبروں کے امام آخری

زندگی کو ملے یہ مقام آخری
آستانِ نبی پر ہو شام آخری

تشنگی کی تھکن بھی اتر جائے گی
خاکِ طیبہ کا دو مجھ کو جام آخری

سر زمینِ مدینہ ہے پیشِ نظر
آ رہا ہے ادب کا مقام آخری

ذکرِ احمد میں ہم جس سے ہو جائیں گم
ایسا حاصلؔ سناؤ کلام آخری

دنیا کی فکر ہو، نہ قیامت کا غم رہے
روشن اگر دلوں میں چراغِ حرم رہے

جب تک حیات باقی ہے، آنکھوں میں دم رہے
ذکرِ نبی کا سلسلہ قائم بہم رہے

دعویٰ ہے عشقِ شاہِ امم کا تو مومنو
آنکھوں کے ساتھ دامنِ ہستی بھی نم رہے

تشبیہ کس حیات سے دیں اُس حیات کو
محروم جس میں شہہ کی زیارت سے ہم رہے

جب تک نفس کا سلسلہ ہے جسم و جاں کے ساتھ
یارب زباں پہ مدحتِ شاہِ امم رہے

نعتِ رسول کہنے کے جذبے میں گم رہو
حاصلؔ تمہارے ہاتھ میں جب تک قلم رہے

مقدر ہم بھی چمکائیں اگر اللہ چاہے تو
مدینہ دیکھنے جائیں اگر اللہ چاہے تو

بلندی پر نظر آئیں اگر اللہ چاہے تو
زمانے بھر پہ چھا جائیں اگر اللہ چاہے

اجالوں کو تو نسبت ہے جمالِ شاہِ بطحا سے
اندھیرے نور برسائیں اگر اللہ چاہے تو

ہمارے صحنِ ہستی میں شہہِ ابرار کے صدقہ
بہاریں رقص فرمائیں اگر اللہ چاہے تو

بفیضِ عشقِ ختم المرسلیں ہم یہ سمجھتے ہیں
غموں سے بھی نکھر جائیں اگر اللہ چاہے تو

اثر ہم پر نہ ہو حاصلؔ زمانے کے تغیر کا
ہم ان کے اپنے کہلائیں اگر اللہ چاہے تو

جو نام بھی ہے ان کا وہ نام اچھا لگے ہے
اس نام سے وابستہ کلام اچھا لگے ہے

دنیا ترے کاموں سے یہ کام اچھا لگے ہے
ذکرِ شہہ والا ہو مدام اچھا لگے ہے

لبریز ہے جو بادۂ اخلاقِ نبی سے
ساقی ترے میکش کو وہ جام اچھا لگے ہے

دنیائے صداقت ترے پیغامبروں میں
لائے ہیں جو آقا وہ پیام اچھا لگے ہے

تکبیر و اذاں جس میں کہی روحِ امیں نے
اے مسجد اقصیٰ وہ امام اچھا لگے ہے

کہتے ہیں سر عرش یہ محفل میں فرشتے
جیسا بھی ہے احمد کا غلام اچھا لگے ہے

بے شک جسے محبوبِ خدا کہتی ہے دنیا
ہر بات میں وہ شاہِ انام اچھا لگے ہے

مومن ہو تو بس جذبے عقیدت کی زباں سے
پڑھتے رہو سرور پہ سلام اچھا لگے ہے

کہتا ہے عقیدت کے تقاضوں کو سمجھ کر
اس واسطے حاصلؔ کا کلام اچھا لگے ہے

دربارِ رسالت کا جو لوگ پتا دیں گے
ہم ہجر زدہ ان کو جی بھر کے دعا دیں گے

جلوے شہہِ بطحا کے جب دل کو جلا دیں گے
بت خانۂ ہستی میں ہم بانگ درا دیں گے

کردار کے دامن پر وہ داغ لگا دیں گے
فرمانِ رسالت کو جو دل سے بھلا دیں گے

جب عشقِ نبی ہم کو بخشے گا توانائی
تلوار کے سائے میں پیغامِ خدا دیں گے

نسبت ہے جنھیں ان سے، الفت ہے جنھیں ان سے
دنیا کو وہ دیوانے اندازِ وفا دیں گے

جو عشقِ محمدؐ میں ہو جائیں گے گم حاصل
وہ رہروئے منزل کو، منزل کا پتا دیں گے

نظروں میں وہ دیارِ شہِ مرسلین ہے
خلدِ بریں سے اعلیٰ جہاں کی زمین ہے

یوں اور بھی حیات کا عالم حسین ہے
دل میں ہمارے عشقِ محمدؐ مکین ہے

ہوگا وہ سرفرازِ تمنا یہ دیکھنا
جس کو خدا کی ذات پہ پختہ یقین ہے

رکھتے تھے جس کے پاس عدو بھی امانتیں
محبوبِ کردگار وہ سچا امین ہے

ہوتا ہے ان کا ذکر فرشتوں کی بزم میں
جن کی زباں پہ ذکرِ شہِ مرسلین ہے

منزل پہ لائے گی ہمیں، منزل کی جستجو
روشن اگر دلوں میں چراغِ یقین ہے

حاصلؔ یہ عشقِ شاہِ دو عالم کی ہے عطا
زیرِ جبیں جو بابِ حرم کی زمین ہے

جس کی نظر کا مدعا احمد کا در بنے
وہ عالمِ حیات کا پیغامبر بنے

پہلے جمالِ شاہ کے قابل نظر بنے
پھر جا کے عمر رفتہ کہیں معتبر بنے

جس کو سرورِ بادۂ عشقِ رسول ہو
وہ میرا ہم خیال، مرا ہم سفر بنے

ٹپکے جو اشک عشقِ رسالت مآب میں
وہ دامنِ امید پہ آکر گہر بنے

حاصؔل خدا کے فضل سے زندہ ہوں اس لیے
شاید حرم کی راہ مری رہگزر بنے

روز ازل سے اب تک طوفاں بہت سے آئے
لیکن چراغِ دینِ احمد بجھا نہ پائے

طیبہ کے میکدہ کی ساقی اگر پلائے
پھر جسم جھوم اٹھے، اور روح مسکرائے

قدموں کو چومتی ہے ان کے بہار ہستی
دربارِ مصطفےٰ کو جو لوگ دیکھ آئے

جس کی نگاہ گم ہے، جلووں میں مصطفےٰ کے
ممکن ہے باغِ جنت اس کو نہ راس آئے

دنیا کی آرزوئے حاصلؔ جو ماورا ہے
چوکھٹ سے مصطفےٰ کی وہ کیسے لوٹ آئے

یہ تو حسرت ہی نہیں مل جائے سلطانی مجھے
ہے شہنشاہی سے بڑھ کر ان کی دربانی مجھے

اب بھٹکنے کا کہیں پیدا نہیں ہوتا سوال
روشنی در روشنی ہے درسِ قرآنی مجھے

وہ حبیبِ کبریا بھی، ہیں شہہ کونین بھی
ذکر سے جن کے ملی تسکین روحانی مجھے

بانیٔ محفل بھی وہ ہیں، رونقِ محفل بھی وہ
جن کے ہاتھوں سے ملا جام عرفانی مجھے

جب سے حاصلؔ عشق کی عظمت پہ پہنچی ہے نظر
درس دیتی ہے خرد کا چاک دامانی مجھے

ہم بھی پستی سے بلندی کا مقدر دیکھیں
آستانِ شہہ والا کا جو منظر دیکھیں

ناز فرمائے گی محشر میں شفاعت جن پر
وقت دکھلائے تو ان کا رخ انور دیکھیں

جس کو مختارِ دو عالم نے فضیلت بخشی
کاش ہم لوگ نگاہوں سے وہ پتھر دیکھیں

ڈگمگاتی ہے حقیقت میں عقیدت جن کی
وہ درِ شہہ سے اٹھیں اور کوئی در دیکھیں

حق نے بخشی ہے جنھیں چشمِ بصیرت کامل
دل کے آئینے میں وہ نور کا پیکر دیکھیں

عظمتِ شاہِ امم کے جو نہیں ہیں قائل
زاویۂ فکر و تجس کے بدل کر دیکھیں

ہوش مندی پہ جنھیں ناز ہے اپنی حاصلؔ
بادۂ عشقِ محمد کو وہ پی کر دیکھیں

بسی ہے جب سے شبیہ دِیار آنکھوں میں
گزر رہی ہے شبِ انتظار آنکھوں میں

جمال شافعِ محشر نہ دیکھ لیں جب تک
ہماری آنکھیں نہ ہوں گی شمار آنکھوں میں

اسی لیے یہ زمانہ حسین لگتا ہے
بفیضِ عشقِ نبی ہے بہار آنکھوں میں

جدھر بھی اٹھیں جمالِ نبی نظر آئے
یہ بات پیدا ہو اے کردگار آنکھوں میں

فضائے گنبدِ خضرا میں جذب ہو جائیں
قرار رقص کرے بے قرار آنکھوں میں

جو منحرف ہیں زمانے میں عظمتِ شہہ سے
کھٹک رہے ہیں وہی مثل خار آنکھوں میں

نصیب ہوگی درِ شہ کی حاضری حاصلؔ
سجائے رکھیے شب انتظار آنکھوں میں

غلط سمجھے ہو تم مومنو اپنی زباں تک ہے
نبی کا تذکرہ دنیا سے بزمِ لامکاں تک ہے

ملیں گے حشر کے دن بادۂ عشرت کے پیمانے
غمِ دنیا ہمارے سامنے بس امتحاں تک ہے

رُموزِ عشقِ احمد سے وہ واقف ہو نہیں سکتے
عمل کی زندگی جن کی عمل کی داستاں تک ہے

بھٹک جائیں کہیں ہم راہ میں یہ غیر ممکن ہے
ہمارا سلسلہ قائم امیرِ کارواں تک ہے

مدینے کے نظارے کھچ کے آئے ہیں تصور میں
چراغِ جستجو کی روشنی دیکھو کہاں تک ہے

شعورِ زندگی بخشا ہے تم کو عشقِ احمد نے
چلے جاؤ تمہارے سامنے منزل جہاں تک ہے

ہماری جستجو حاصلؔ درِ محبوبِ سبحانی
نظر اہلِ تمنا کی ستاروں کے جہاں تک ہے

کام لیتے ہیں تصور میں یہ ہم آنکھوں سے
چوم آتے ہیں درِ شاہِ امم آنکھوں سے

ہو چکے عشقِ محمد میں وہ کامل شاید
اپنی تقدیر پہ ہنستے ہیں جو نم آنکھوں سے

ہو کے رہتی ہے انھیں چشمِ بصیرت حاصل
جو لگاتے ہیں درِ خاکِ حرم آنکھوں سے

یہ لازم ہے غمِ شہہ میں تڑپنے والو
کھل نہ جائے کہیں الفت کا بھرم آنکھوں سے

منزلت عشق کی چاہیں جو رہِ الفت میں
چوم لیں بس آپ کے نقش قدم آنکھوں سے

جب سمجھ لیتا ہے دل عشقِ نبی کی عظمت
پھر ٹپکتے ہیں کہیں گوہرِ غم آنکھوں سے

سرخ رو ہوگا وہی نعتِ نبی میں حاصلؔ
پہلے چومے گا جو قرطاس و قلم آنکھوں سے

کس کی خاطر پردۂ خلوت اٹھا معراج میں
کون تھا شاہِ دو عالم کے سوا معراج میں

خود کو دیکھا آئینہ در آئینہ معراج میں
عرشِ اعظم پر گئے جب مصطفٰے معراج میں

اپنے جلوؤں سے اس عالم کو منور کردیا
جس جگہ ٹھہرے حبیبِ کبریا معراج میں

آپ کو اللہ نے اس مرتبہ کے ما سوا
رحمت اللعٰلمیں فرما دیا معراج میں

اس لیے ٹھہرا ہوا تھا سارا نظمِ کائنات
عبد اور معبود کا تھا سامنا معراج میں

امتیں پیغمبروں کی سامنے لائی گئیں
پیش آیا آپ کو یہ واقعہ معراج میں

اک نیا عالم جمالِ حق کا آتا تھا نظر
جتنا آگے بڑھ رہے تھے مصطفیٰ معراج میں

رب کی بخشش کی کوئی حد ہو کچھ بتلائیں ہم
امتِ محبوب کو کیا کیا دیا معراج میں

اور نبیوں کے تصور سے جو حاصل دور تھی
طے وہ منزل کر گئے خیرالورا معراج میں

قرطاس پر قلم نے خوش اُطوار کی طرح
احمد لکھا ہے گیسوئے خم دار کی طرح

جس قافلے کے شاہِ دو عالم امیر ہیں
وہ قافلہ ہے قافلہ سالار کی طرح

سارے پیمبروں میں بتائے کوئی مجھے
امت سے کس کو پیار ہے سرکار طرح

بے شک یہ عشقِ شاہِ دو عالم کا فیض ہے
سانسیں مہک رہی ہیں جو گلزار طرح

قرآن کہہ رہا ہے خدا کی زبان میں
کوئی نہیں احمدِ مختار کی طرح

حاصلؔ کو یہ شعور کہاں وصفِ شاہ میں
اشعار کچھ نکھار لے فنکار کی طرح

جب بھی درِ رسول کی جانب نظر گئی
حدِّ تخیلات سے آگے گزر گئی

جس رہگزر میں آپ کی گردِ سفر گئی
لے کر ہمیں بہشت میں وہ رہگزر گئی

رو کر سناؤں گا شہہ بطحا کو اپنا حال
تقدیر مجھ کو لے کے مدینے اگر گئی

بے شک جمالِ شاہ کے جلوؤں کی اک جھلک
میری شبِ سیاہ کو پُرنور کر گئی

ہم اس قدر ہیں راہِ تمنا سے سرفراز
ٹھہرے کہیں قدم، کہیں منزل ٹھہر گئی

حاصلؔ یہ سب نبی کے وسیلے کا فیض ہے
بابِ قبول تک جو دعا باثر گئی

کتاب دل پر نگاہ ڈالو یہ بات پہلے ہی باب میں ہے
زمانہ تاریک اس لیے ہے کہ نورِ احمد حجاب میں ہے

کسی بھی گل میں نہیں وہ خوشبو، جو آمنہ کے گلاب میں ہے
جہاں کو اس کا شباب کہیے وہ دونوں جہاں کے شباب میں ہے

گناہگارِ حیات ہوں میں مگر محمد کا امتی ہوں
الٰہی محشر میں لاج رکھنا یہ عرض تری جناب میں ہے

جمالِ احمد دکھا کے یارب، سکون دل سے نواز مجھ کو
ازل سے یہ نامرادِ ہستی، مفارقت کے عذاب میں ہے

یہ بات اہلِ نظر سے کہہ دو، زمانے بھر میں تلاش کرلیں
سکوں وہ دل کو نہ مل سکے گا جو عشقِ شہہ کی شراب میں ہے

بہارِ دنیا فضول سی ہے، بہارِ جنت کی کیا حقیقت
حیات میری نظر میں حاصلؔ درِ رسالت مآب میں ہے

عشقِ احمد میں جو ہستی کو مٹاد دیتا ہے
اہلِ دنیا کو وہ پیغامِ وفا دیتا ہے

بات کرتا ہوں یہاں جب بھی سکونِ دل کی
مجھ کو ہر شخص مدینے کا پتا دیتا ہے

عشقِ احمد میں فنا ہونے کا جذبہ دل کو
بے نیازِ غمِ ایام بنا دیتا ہے

ہجرِ احمد میں ٹپکتا ہے جو چشمِ تر سے
داغ عصیاں کے وہ دامن سے مٹا دیتا ہے

عشقِ مختارِ دو عالم کی بدولت حاصلؔ
وقت بگڑی ہوئی تقدیر بنا دیتا ہے

دیکھ لیتی ہیں مدینے کا وہ منظر آنکھیں
شہہ کے جلووں سے جو ہوتی ہیں منور آنکھیں

لائیں پستی سے بلندی پہ مقدر آنکھیں
جب اٹھیں پی کے مئے عشق کے ساغر آنکھیں

یہ بھی اعجاز ہے توصیفِ شہِہ بطحا کا
ڈھونڈ لاتی ہیں نئے لفظوں کے پیکر آنکھیں

مجھ کو حاصل ہو دو عالم میں خوشی کا عالم
چوم لیں روضۂ اطہر کی جو چادر آنکھیں

عکس ہے نورِ محمد کا میسر جن کو
ان کی راہوں میں بچھاتے ہیں گلِ تر آنکھیں

دیکھ لیتا یہیں سے درِ احمد حاصلؔ
لے کے آیا ہے وہ قسمت سے سخنور آنکھیں

عطا کی ہے جسے یارب مدینے کی زمیں تو نے
بنایا ہے اسے دنیا میں جنت کا مکیں تو نے

کیا دنیا میں کیا آخر غلامِ شاہِ دیں تو نے
پڑھا قرآن تو بیشک مگر سمجھا نہیں تو نے

زمانے میں تری رسوائی کا یہ ہی سبب ہے بس
مسلماں چھوڑ دی خود راہِ ختم المرسلیں تو نے

زمین و آسماں کی عظمتیں وابستہ ہوں جس سے
بشر دیکھا ہے کیا ایسا کوئی عرش بریں تو نے

بتا اے آستانِ مصطفٰے کو دیکھنے والے
بہاریں اور بھی دیکھی ہیں کیا ایسی کہیں تو نے

دکھا حاصلؔ کو اب تو الٰہی آستاں ان کا
کہ جن کے زیرِ پا رکھی فلک جیسے زمیں تو نے

جو غلامِ سیدِ ابرار ہیں
صاحبِ دل، صاحبِ کردار ہیں

جن کے ہم سب طالبِ دیدار ہیں
ان کے جلوے مطلعِ انوار ہیں

آپ ہیں آقا مسیحِ زندگی
ہم ازل سے آپ کے بیمار ہیں

ناخدا ہیں جن کے محبوبِ خدا
وہ سفینے بحرِ غم سے پار ہیں

عشقِ احمد کی ادا لے کر چلو
زندگی کے راستے پُرخار ہیں

اس لیے بربادیاں حاصلؔ ہوئیں
تم مہاجر ہو نہ ہم انصار ہیں

ہے جو اللہ کی پہچان وہ کیسا ہوگا
جس کے دم سے ہیں مسلمان وہ کیسا ہوگا

جو سراپا ہے مہربان وہ کیسا ہوگا
دل میں رہتا ہے جو ہر آن وہ کیسا ہوگا

خودِ سمجھ لیں گے یہ قرآن سمجھنے والے
جس پہ نازل ہوا قرآن وہ کیسا ہوگا

مسند شاہی سے بڑھ کر ہے چٹائی جس کی
جو ہے کونین کا سلطان وہ کیسا ہوگا

وجہِ تخلیقِ دو عالم بنی جس کی ہستی
جو مشیت کا ہے ارمان وہ کیسا ہوگا

دینِ حق ایک ہے اور ایک ہے قرآن کریم
جس نے بخشا یہ عرفان وہ کیسا ہوگا

بعد اللہ کے یہ سوچ رہا ہوں حاصلؔ
سب سے افضل ہے جو انسان وہ کیسا ہوگا

جو دل سے ذکرِ شہِ ذی وقار کرتا رہا
وہ رسمِ رشتۂ دل پائیدار کرتا رہا

جو اس حیات پہ کچھ اعتبار کرتا رہا
وہ اپنا حسنِ نظر داغ دار کرتا رہا

جو عاشقانہ روش اختیار کرتا رہا
وہ زندگی کا چمن لالہ زار کرتا رہا

نظر تھی طالبِ طیبہ، تو دل فدائے رسول
دل و نظر کو یونہی تاب دار کرتا رہا

خدا نے جس کو عطا کی تھی دولتِ عرفاں
وہ خود کو حق کی رضا پر نثار کرتا رہا

درِ رسول پہ جاکر ہزاروں لوٹ آئے
میں انتظار میں تھا، انتظار کرتا رہا

بہارِ گنبدِ خضرا تھی جس کی نظروں میں
وہ بے قراری سے حاصلؔ قرار کرتا رہا

ہم خوش نصیب ہیں جو غلامِ رسول ہیں
خوشبو سے عشقِ شہہ کی جو مہکے، وہ پھول ہیں

جو طالبِ رسول ہیں، وہ بااُصول ہیں
بس وہ غمِ فراقِ نبی سے ملول ہیں

وقتِ نزع ہو اور درِ شہہِ ہو سامنے
جو غم بھی اس کے بعد ملیں سب قبول ہیں

دنیا کے شوق میں جو رہِ حق سے پھر گئے
وہ لوگ زندگی کے چمن میں ببول ہیں

گلزارِ مصطفٰے کے نظاروں کے سامنے
دنیا کے سب نظارے نظر میں فضول ہیں

کیا پوچھتے ہو عظمتِ سلطانِ انبیا
دونوں جہاں حضور کے قدموں کی دھول ہیں

نسبت ہے جن کو شافعِ محشر کی ذات سے
وہ کیوں غمِ حیات سے حاصلؔ ملول ہیں

حسنِ تخیلات کا اظہار آپ ہیں
یا یوں کہیں کہ عظمتِ فنکار آپ ہیں

حسنِ شعور، صاحبِ کردار آپ ہیں
پیشانیِ حیات کی دستار آپ ہیں

جن کی نظیر کوئی نہیں کائنات میں
وہ دستِ کردگار کا شہکار آپ ہیں

نکلے تلاشِ حق میں تو راہوں نے دی صدا
جس میں خدا ملے گا وہ بازار آپ ہیں

مجھ کو سکوں نصیب نہیں، کیسے مان لوں
جب تک بھی چارہ سازِ دلِ زار آپ ہیں

قائم رہے گا اس لیے دنیا میں تا ابد
دینِ خدا کے بانی و معمار آپ ہیں

طیبہ کی آرزو دلِ حاصلؔ میں کیوں نہ ہو
ہر اہلِ نظر میں قابلِ دیدار آپ ہیں

ایک منظر میں نہاں ہیں کتنے منظر، دیکھنا
یہ کرشمہ بھی درِ احمد پہ جاکر دیکھنا

نقش پائے مصطفےٰ پر چل کے دیکھو تو ذرا
زندگی ہو جائے گی بہتر سے بہتر دیکھنا

پہلے دل میں مصطفےٰ کا روئے انور دیکھنا
وقت کے آئینے میں پھر اپنا پیکر دیکھنا

لب کشائی کی اجازت ہوگی حاصل آپ کو
عظمتِ شاہِ امم تو پیش داور دیکھنا

بخش دے ہم کو خدا ان کی زیارت کا شرف
ہم بھی ہیں اس آرزو میں بندہ پرور دیکھنا

زندگی کو خوش روی کی آگہی مل جائے گی
نقشِ پائے مصطفےٰ کو دل سے چھوکر دیکھنا

شغل حاصؔل کا ہے یہ تنہائی کے لمحات میں
بند آنکھیں کرنا اور طیبہ کا منظر دیکھنا

طالب ہے جو ازل سے جمالِ حضور کا
دیکھے وہ کس نگاہ سے نظارہ طور کا

آئینہ دیکھنا ہے اگر حق کے نور کا
دامن پکڑ لو بڑھ کے کسی ذی شعور کا

وہ ضرب ہے جہاں میں فقط لاالہ کی
جس نے جھکا دیا ہے ہر اک سر غرور کا

قرآن جن کو کہتا ہے محبوبِ کبریا
جلوہ ہے کائنات میں ان کے ظہور کا

منزل خود اس کو مل گئی اس کی تلاش میں
چوما ہے جس نے نقشِ کفِ پا حضور کا

جس کو حیات بخشی ہے عشقِ رسول نے
سایہ ہے اس پہ رحمتِ ربّ غفور کا

جب سے بسا لیا ہے مدینہ خیال میں
عالم کچھ اور ہی ہے دلِ ناصبور کا

وردِ زباں ہے جن کی شہہ انبیا کا نام
غم کیا ستائے گا انہیں یوم النشور کا

حاصلؔ کسی چمن میں بہلتا نہیں ہے اب
ارماں ہے جب سے دل میں دِیارِ حضور کا

لکھا ہے جو مُورِّخ نے ہر اک پیغام کے آگے
نبی کا نام آتا ہے خدا کے نام کے آگے

مدینے کی تمنا ہے لِ ناکام کے آگے
زباں خاموش ہے لیکن غمِ ایام کے آگے

نگاہِ فیض نے ان کا سراپا ہی بدل ڈالا
عمر جب آکے بیٹھے ہادیٔ اسلام کے آگے

مقدر سے جو موت آئے درِ محبوبِ داور پر
یہ صبحِ زندگی کچھ بھی نہیں اس شام کے آگے

زمانہ کچھ کہے لیکن نبی کے چاہنے والے
قدم رکھتے نہیں اپنا حد اسلام کے آگے

بفیضِ عشق منزل پر پہنچنا ہے جنھیں آخر
چلیں وہ لوگ حاصلؔ گردشِ ایام کے آگے

اسے تاریکیٔ شامِ الم کی فکر کیوں کر ہو
جمالِ شافعِ محشر سے جس کا دل منور ہو

دیارِ مصطفےٰ جب دیکھنا میسر ہو
ہر اک لمحہ اس عالم کا شبِ غم کی برابر ہو

مسلماں ہیں حقیقت میں یقیں رکھتے ہیں ہم اس پر
اٹھیں گر نامِ حق لے کر تو ہر اک معرکہ سر ہو

الٰہی میری نظروں کو عطا کر اپنی رحمت سے
وہ آئینہ کہ جس میں ہادیٔ برحق کا پیکر ہو

ہم اپنالیں جو اخلاقِ کریمانہ محمدؐ کا
ہماری زندگی دنیا میں پھر نقشِ منور ہو

الٰہی روزِ اول سے یہ حاصلؔ کی تمنا ہے
نزع کے وقت آنکھوں میں درِ احمد کا منظر ہو

شبِ معراج جن کے، عرشِ اعظم نے قدم چومے
جب ان کا نام لکھا تو عقیدت سے قلم چومے

نسیمِ صبح لاتی ہے، جو طیبہ کے گلستاں سے
وہ خوشبو صحنِ ہستی کا ہر اک گل دم بدم چومے

ہمیں بھی یاد کرلینا، مکینِ وادیٔ بطحا
نظر جس وقت بھی بڑھ کر تری خاک حرم چومے

وہی راہیں ہوئی ہیں محترم دنیا کی راہوں میں
کہ جن راہوں نے مختارِ دو عالم کے قدم چومے

نہ کیوں قربان ہوجائیں ہم ان کی ذاتِ اقدس پر
قدم جن کے پئے تعظیم بڑھ کے ہر صنم چومے

.... ۱۹۵۸ء سے لے کر اب تک ہندو پاک کے بیشتر اخبارات اور رسائل میں میرا کلام شائع ہو چکا ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے میرا کلام نشر ہوتا رہتا ہے۔ ۲۹، اگست، ۱۹۹۸ء کو غالب کلچرل اکادمی (بنگلور) کی جانب سے غالب ایوارڈ بدست محترم شفیق الرحمٰن برقؔ (ممبر پارلیمنٹ) اور ۱۰، جنوری، ۱۹۹۰ کو اردو اکادمی دہلی کی جانب سے میرے مجموعۂ کلام ''نگارِ رحمت'' پر دو ہزار روپے کا انعام اور سند بدست...

حاصل سنبھلی

.... ماہانہ پندرہ، بیس غزل، نعت، یا منقبت کہنا آپ کا معمول رہا اور کبھی کبھی سال میں مختلف اصناف پر ۳۶۶ کلام موزوں کر کے اپنی زود گوئی کا ادبی حلقے میں لوہا منوالیا۔ ابتدا ہی سے آپ پر مذہبیت کا غلبہ رہا جس کے زیرِ اثر حمد، نعت، منقبت کی کثیر تعداد کا اضافہ آپ کے ادبی خزانے میں ہوگیا...............

معین اختر انصاری

.... لفظوں کی سلاست، جملوں کی بندش اور مفاہیم کی پاکیزگی آپ کے جملہ کلام کی نمایاں صفات ہیں نیز آپ کی زود گوئی کا اندازہ آپ کے چار مجموعۂ کلام کی موجودگی سے لگایا جاسکتا ہے، اس کے علاوہ بھی اتنا شعری ذخیرہ اب بھی موجود ہے کہ کئی دیوان شائع ہوسکتے ہیں۔ موصوف میں ایک ایسی صفت اور ہے جو شاید ہی ادبی حلقہ میں کسی اور کے اندر پائی جاتی ہو، وہ یہ کہ............

.... خدا کے احکام اور رسولؐ کی سنتوں سے اعراض مسلم معاشرے میں ایک عام بات بن گئی ہے۔ ایسے دین شکن ماحول میں راہِ راست پر چلنا انگاروں پر چلنے کے مترادف ہے نیز اپنے جذبات اور خواہشوں کو اللہ کی رضا کے لیے قربان کرنے والا اس مجاہد سے کم نہیں جو میدانِ جہاد میں دشمنوں کے سامنے سینہ سپر رہتا ہے۔ محترم حاصلؔ سنبھلی کے تیسرے نعتیہ مجموعہ کلام............